رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

خلافت نمبر

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء مطابق شوال سنہ ۱۳۳۹ھ

قیمت سالانہ عوام سے عہ — غیر ممالک سے ۔ طلباء سے عہ

فہرست مضامین

حدیث یُدفن معی فی قبری پر بحث	۱-۱۴	حافظ جمال احمد صاحب
امام بخاری کے نزدیک ابن مریم دو ہیں	۱۵-۲۰	مولوی فاضل جلال الدین صاحب شمس سکھوانی
الوہیت کی عبد نمائی	۲۱-۲۵	شیخ عبد الخالق صاحب نومسلم قادیان۔
ایڈیٹر نور افشاں کی خامہ فرسائی		
شیعوں کا امام مہدی ظاہر نہ ہوا	۲۶-۲۸	مرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی۔
تحفہ کبیر (علماء کا اقرار کہ مسیح مر گیا)	۲۸-۳۰	
مقام محمود۔	۳۰-۳۲	مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب علیمی۔
آریہ سماج کے بنیادی اصولوں کی تردید ویدوں سے۔	۳۳-۴۰	منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر قادیان

باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا
اور چودھری عبد السلام پبلشر نے شائع کیا۔

وی پی واپس کرنیوالے } وہ اصحاب جنکے ذمہ ۱۹۲۰ء کی قیمت تھی اور نیز وہ جنھوں نے تاحال ۱۹۲۱ء کی قیمت نہیں دی ان کے نام وی پی کئے گئے تھے۔ افسوس کہ ۱۶۸ میں سے ۱۰۰ صاحبان نے واپس کر دیئے اور اسطرح تشحیذ کو نقصان پہنچایا گیا۔ کیا تشحیذ کی خدمات کا یہی صلہ ہے جو ان میرے دوستوں نے دیا۔

آریہ سماج کے چار بنیادی مسائل پر ایک وکیل کی نظر تنقید

ماہ جون کے تشحیذ میں اک مضمون شائع ہوا ہے جسمیں تناسخ۔ قدامت روح و مادہ۔ پیدائش عالم بیست سے بہت پر مکمل بحث ہے احباب کو چاہیئے کہ یہ رسالہ ۴ر فی جلد کے حساب سے منگوا کر آریوں میں تقسیم کریں

التشریح الصحیح } اس رسالہ میں حدیث نزول المسیح کے متعلق نہایت سیر کن بحث ہے جسمیں تمام مستند کتب کے حوالے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ قیمت رعایتی ۶ر

مرہم عیسیٰ } یہ مرہم ہر قسم کے زخموں جلدی بیماریوں پھوڑے پھنسیوں خنازیر خارش بواسیر کا علاج ہے اور بہت مشہور ہے فی ڈبیہ ۱ر تشحیذ قادیان سے منگواؤ +

ریویوز

درثمین فارسی مکمل } برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب کی خدمات قابل قدر ہیں پہلے درثمین اردو مکمل شائع کی۔ یوں نہیں کہ پرانی درثمین اٹھائی اور نقل کروادی بلکہ ہر نظم کو اصل کتاب سے لیا اور بترتیب نہایت نفیس کاغذ پر عمدہ خط کے ساتھ شائع کیا۔ اب درثمین فارسی اسی نہج پر مرتب کی ہے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ برادر موصوف نے اسکی ترتیب میں بہت محنت اٹھائی ہے اور کوشش کی ہے کہ تمام فارسی اشعار حضور علیہ الصلوٰۃ کے یکجا ہو جائیں۔ یہ اشعار اپنے اندر معارف و حقائق کا ایک بیش بہا خزینہ رکھتے ہیں کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے جسمیں یہ گنجینۂ معرفت نہ ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ فارسی زبان سے ہماری نوجوان خاص مذاق نہیں رکھتے حالانکہ افغانستان ایران و علاقجات متعلقہ میں تبلیغ اسی زبان کے ذریعہ ہو سکتی ہے اسکے علاوہ اس زبان سے ناواقفیت حضرت مسیح موعود علم کے کلام سے محروم کر دیگی پس فارسی زبان کی طرف بھی توجہ چاہیئے اور اسکے سیکھنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ درثمین فارسی کو زیر مطالعہ رکھا جائے۔ اس سے دینی معلومات بھی بڑھیں گے اور زبان بھی آئیگی۔ یہ مجموعہ ۲۲۶ صفحہ پر ختم ہوا۔ بہتر۔ خوشخط۔ ڈمئی کاغذ اور نفیس چھپوائی ہے قیمت فی جلد ۱۲ر محمد یامین تاجر کتب قادیان سے طلب کریں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

حدیث یُدفن معی فی قبری پر بحث

مندرجہ ذیل حدیث عموماً غیر احمدی اصحاب کی طرف سے سلسلہ احمدیہ کے مقابلہ میں پیش کی جاتی ہے

عَنْ ابن عمر انّ رسولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ ینزلُ عیسیَ ابنُ مریمَ الی الارض فیتزوجُ ویولدُ لہٗ ویمکثُ خمساً واربعین سَنَۃً ثم یموتُ فیدفن معی فی قبری فاقومُ انا وعیسیَ ابن مریم من قبرٍ واحدٍ بین ابی بکرٍ وعمر رواہ ابن الجوزی فی الوفاء کتاب مشکوٰۃ فصل ثالث باب نزول عیسیٰ ابن مریم

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُترے گا عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف پس نکاح کرے گا اور اُسکے اولاد ہوگی اور رہے گا زمین میں پینتالیس سال پھر فوت ہوگا پس دفن کیا جائے گا میرے ساتھ میری قبر میں پس اٹھوں گا میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان +

اگرچہ اس حدیث کے متعلق سلسلہ احمدیہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً مضامین نکلتے رہے ہیں لیکن جب تک کسی امر کی ضرورت رہتی ہے اُسکا تکرار کوئی معیوب نہیں بلکہ ضروری ہوتا ہے کیونکہ بعض وقت ایک بات ایک وقت کسی کی سمجھ میں نہیں آتی دوسرے وقت وہی بات کسی دوسرے

پیرایہ میں بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے اسلیئے میں بھی اسکے متعلق کچھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں شاید کسی کو کسی رنگ میں فائدہ حاصل ہو۔ دراصل عزیز احمدی اصحاب کو انکے علماء کی طرف سے اس حدیث کے متعلق ایک صریح مغالطہ دیا گیا ہے اور اگر تجربہ کے خلاف حسن ظنی سے کام لیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو ان کو غلط فہمی ہوئی ہے اور حدیث کے سمجھنے سے ان کے ذہن قاصر رہے ہیں اس لحاظ سے ان پر خفتہ را خفتہ کے کند بیدار کی مثال صادق آتی ہے سب سے پہلے ناظرین کرام کو یہ معلوم ہونا چاہیئے +

یہ حدیث کسی مستند اور معتبر کتاب میں نہیں پائی جاتی اسکی تخریج کرنیوالے صرف ابن جوزی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی سو سال بعد ہوئے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے اپنی کتاب کی آٹھویں جلد ص ۳۴۹ میں ابن جوزی کی اس حدیث کو نقل کرکے یہ لکھا ہے واللہ اعلم بصحتہ پس اتنے بڑے علامہ محدث اور محقق بھی اس حدیث کی صحت کا یقین نہیں رکھتے۔ پھر عبداللہ ابن عمر کو اس حدیث کا راوی ٹھیرایا گیا ہے۔

اور صحیح بخاری مصری جلد ثانی باب فضائل اصحاب النبی حضرت عثمان کے مناقب میں حضرت عمر کی وفات کا قصہ لکھا ہے جس میں انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کو حضرت عائشہ رضؓ کے پاس اس غرض کے لیے بھیجا کہ وہ بعد سلام حضرت عائشہ سے اس امر کی اجازت لیں کہ عمرؓ اپنے صاحبین آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ کے ساتھ دفن ہونا چاہتا ہے جس کے جواب میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کنت اریدہ لنفسی ولاوثرنہ الیوم علی نفسی کہ وہ جگہ تو میں نے اپنے دفن ہونے کے لیے رکھی ہوئی تھی مگر آج میں عمرؓ کی خواہش کو مقدم کرتی ہوں۔ اگر ابن جوزی کی حدیث واقعہ میں ابن عمرؓ سے مروی ہوتی تو وہ اس وقت ضرور اپنے والد سے یہ عرض کرتے کہ آپ کے لیے آنحضرتؐ کی پیشگوئی ہے کہ آپ نے ان کے ساتھ دفن ہونا ہے آپ کو اسکی اس قدر فکر کیوں ہے کہ آپ فرماتے ہیں ماکان من شئ اھم الیّ من ذلک فاذا انا قضیت فاحملونی ثم سلم فقل یستأذن عمر ابن الخطاب فان اذنت لی فادخلونی وان ردتنی ردونی

الی مقابر المسلمین کہ اس سے بڑھ کر مجھے کوئی بات مشکل نظر نہ آتی تھی میری وفات کے بعد پھر ان سے اجازت لینا اگر اجازت دیں تو وہاں دفن کرنا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا۔ حالانکہ حضرت عمر وہ شخص ہیں کہ کسریٰ کے کپڑے جب ہاتھ آئے تو فوراً سراقہ کو بلوایا وہ انکار بھی کرتا رہا کہ سونا مردوں کو استعمال کرنا جائز نہیں مگر انھوں نے مجبور کر کے اسکے ہاتھوں میں ڈلوائے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی بات پوری ہو۔ پس حضرت عمر تو وہ انسان ہیں کہ آنحضرت کی باتوں کی انکے دل میں ایسی عزت اور عظمت ہے کہ ایک بات جو بظاہر شریعت کے خلاف معلوم ہوتی ہے محض اس شوق سے کہ وہ آنحضرت کی فرمائی ہوئی ہے اسکے پورا کرنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔ بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید ✦ کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا ✦ چونکہ آپ نے سراقہ کی نسبت فرمایا تھا کہ میں تو تمہارے ہاتھ میں کسریٰ کے کڑے دیکھتا ہوں پس حضرت عمر کا اسقدر غم اور فکر کرنا اور ابن عمر کا اس موقعہ پر انکو تسلی نہ دینا بتلاتا ہے کہ ابن جوزی والی حدیث جو ابن عمر کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ درست نہیں اور نہ ہی درحقیقت وہ اس حدیث کے راوی ہیں ✦

پھر اس حدیث میں لکھا ہے یکفن معی فی قبری کہ مسیح میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا پس اس لحاظ سے اگر عقلاً و درایتاً دیکھا جائے تو بھی یہ حدیث صحیح نہیں معلوم ہوتی اور آنحضرتؐ کی طرف اسکو منسوب نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آنحضرت کی قبر مبارک کو شہید کرنے میں آنحضرتؐ کی نعش مبارک کی بے حرمتی ہے اور نہ ہی کسی مومن کو اس حرکت کے کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے۔ صحیح بخاری مصری جلد اول صفحہ ۱۷۰ باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ولید ابن عبدالملک کے زمانہ میں آنحضرتؐ کے روضہ مبارک کی دیوار گر گئی جب دوبارہ اسکو تعمیر کرنے کے لیے بنیاد کھودی گئی تو ایک قدم ظاہر ہوا تو سب لوگ گھبرا گئے اور گمان کیا کہ یہ آنحضرتؐ کا قدم ہے تب حضرت عروہ نے کہا خدا کی قسم یہ آنحضرتؐ کا قدم نہیں بلکہ حضرت عمرؓ کا قدم ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی سے بھی آنحضرتؐ کی قبر کی شہادت دل ہلا دینے والی بات سمجھی گئی ہے چہ جائیکہ عمداً آپؐ کی قبر کو شہید کیا جائے وہ حدیث یہ ہے لہٰذا ساقط

علیهم الحائط فی زمن الولید بن عبد الملك اخذوا فی بنائه فبدت لهم قدم ففزعوا وظنوا انها قدم النبی صلی الله علیه وسلم فما وجدوا احدا یعلم ذلك حتی قال لهم عروة لا والله ما هی قدم النبی صلی الله علیه وسلم ما هی الا قدم عمر رضی الله تعالیٰ عنه ۔ اسپر یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آنحضرت کی قبر میں دفن نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کی علیحدہ قبر ہوگی آنحضرت کی قبر کے ساتھ مگر الفاظ حدیث کے ان معنوں کے متحمل نہیں ہوتے کیونکہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں دفن کیا جاؤنگا میرے ساتھ میری قبر میں ورنہ آپؐ یہ فرماتے یدفن معی فی قبری کہ میرے ساتھ دفن ہوگا اپنی قبر میں۔ پھر آگے فرماتے ہیں فاقوم انا وعیسی ابن مریم من قبر واحد کہ میں اور عیسیٰ ابن مریم اُٹھتے وقت بھی ایک ہی قبر سے اُٹھیں گے۔ پس یہ عذر صحیح نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیحدہ قبر میں دفن ہوں گے +

روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف تین قبروں کی جگہ ہے

اگر ہم فرض کے طور پر تھوڑی دیر کے لیے اس وہم کی تصدیق کرلیں ان یُدفن معی فی قبری سے مراد فی قبری نہیں بلکہ فی قبرہ ہے اور من قبرٍ واحدٍ کے معنے ایک قبر کے نہیں بلکہ وہ قبریں مراد ہیں تو پھر اور معتبر حدیثیں اس خیال کی بڑے زور سے تردید کرتی ہیں چنانچہ صحیح بخاری کی وہ حدیث جس میں حضرت عمرؓ کی وفات کا قصہ ہے اور جسے میں پہلے نقل کرچکا ہوں اس میں حضرت عائشہ ابن عمر کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کنت اریدہ لنفسی و لاوثرنه الیوم علی نفسی کہ میں اور جگہ اپنے لیے رکھی ہوئی تھی مگر میں آج عمر کو اپنی ذات پر مقدم کرتی ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تین ہی قبروں کی جگہ تھی چنانچہ علامہ فتح الباری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں قول عائشة فی قصة عمر کنت اریدہ لنفسی ولاوثرنه الیوم علی نفسی یدل علی انه لم یبق الا موضع قبر واحد حضرت عائشہؓ کا یہ فرمانا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے رکھی ہوئی تھی مگر آج میں عمر کو اپنی ذات پر مقدم کرتی ہوں یہ دلالت کرتا ہے کہ وہاں ایک قبر کے سوا اور کوئی جگہ نہ تھی۔ پھر تلخیص الصحاح جلد اول صفحہ ۲۵۶ پر حضرت عائشہ کی مندرجہ

ذیل حدیث درج ہے عن عائشۃ قالت رُئیت ثلثۃ اقمار سقطن فی حجرتی فقصصتُ رویای علی ابوبکر فسکت فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودفن بیتی قال ابوبکر ھذا احد اقمارک وھو خیرھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تین چاند میرے حجرہ میں گرے ہیں پس میں نے اپنی خواب حضرت ابوبکر کے سامنے بیان کی وہ خاموش ہو گئے۔ جب آنحضرت نے وفات پائی اور آپ میرے گھر میں دفن ہوئے تب ابوبکر نے مجھے کہا کہ تیرے چاندوں میں سے یہ ایک چاند ہے اور یہ باقیوں سے افضل ہے۔ پس اس حدیث سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں بھی حضرت عائشہ کے حجرہ میں تین ہی قبروں کا ہونا مقدر تھا سو وہ تقدیر پوری ہو چکی اور حضرت عائشہ کی خواب نے پوری ہو کر حقیقت کو ظاہر کر دیا اگر حضرت عیسیٰؑ کی قبر کا بھی وہاں ہونا علم الٰہی میں مقدر ہوتا تو آپ کو چار چاند دکھائی دیتے۔ شاید کوئی کہدے کہ چونکہ چوتھے حضرت عیسیٰ اُسوقت تک فوت نہیں ہوئے تھے اسلئے اُنکو چار چاند نہیں دکھائی دیئے تو یہ درست نہیں ہوگا کیونکہ اسطرح تو اُسوقت آنحضرتؐ بھی فوت نہیں ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر اور عمر بھی زندہ موجود تھے اگر یہ خیال صحیح ہوتا تو تین چاند بھی نہ دکھلائے جاتے +

کنز العمال والی حدیث پیش کرتے ہیں

اسکے مقابلہ میں کنز العمال کی مندرجہ ذیل حدیث پیش کی جاتی ہے عن عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ انی اری انی اعیش من بعدک فتاذن لی ان ادفن الی جنبک فقال وانّی لی بذلک الموضع مافیہ الا موضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ ابن مریم (ذکر) کتاب القیامۃ من قسم الافعال من کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸ ترجمہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی پس آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ایک طرف دفن کی جاؤں۔ آپ نے فرمایا اسجگہ پر میرا کیا اختیار ہے اسمیں سوائے میرے اور ابوبکر اور عمر اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے کسی کی قبر کی جگہ نہیں۔ لیکن صاحب کنز العمال جس نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں

درج کیا ہے اُس نے اپنی کتاب کے مقدمہ صـ۳ پر مختلف مصنفین کی تصنیف کی علامتیں لکھتے ہوئے ابن عساکر کی علامت (کر) لکھی ہے اور بتایا ہے کہ جو حدیث علامت (کر) کے ساتھ ابن عساکر کی طرف منسوب کروں وہ ضعیف ہوگی قابل التفات نہیں اور یہ حدیث ابن عساکر سے انہوں نے نقل کی ہے مقدمہ کی عبارت یہ ہے ولابن عساکر (کر) وکل ما عزی هؤلاء الا اربعة او الحاکم الترمذی فی نوادر الاصول... فهو ضعیف پس جس حدیث کو مصنف خود ضعیف قرار دیکر قابل التفات نہیں سمجھتا اسکو کسی صحیح حدیث کے مقابلہ میں پیش کرنا سراسر غلطی ہے سر صاحب انصاف سے غور فرماویں کہ اگر حضرت عائشہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ دفن ہونے سے منع کر دیا ہوتا اور قبروں کی نام بنام تعیین بھی کر دی ہوتی تو کیا حضرت عائشہ حضرت عمر کی وفات پر یہ کہہ سکتی تھیں کنت اریدہ لنفسی ولاوثرنہ الی علی نفسی کہ یہ جگہ تو میں نے اپنے لیئے رکھی ہوئی تھی مگر آج میں عمرؓ کو اپنی جان مقدم کرتی ہوں۔ اگر کسی اور کی طرف اس روایت کو منسوب کیا جاتا تو یہ گنجائش نکل سکتی تھی۔ کہ حضرت عائشہ کو آنحضرتؐ کے اس فرمان کا علم نہ ہوگا جسکی وجہ سے انہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ دفن ہونے کا ارادہ رکھا ہوا تھا مگر طرفہ یہ کہ اس حدیث کو بیان کرنے والی بھی حضرت عائشہؓ ہیں گویا نبی کریمؐ تو حضرت عائشہ کو یہ فرماویں کہ میرا باوجود افضل الرسل ہونے کے بھی تمہیں کچھ اختیار نہیں کہ تجھے اپنے ساتھ دفن ہونیکی اجازت دے سکوں کیونکہ یہ جگہ تو صرف میرے اور ابوبکر اور عمر اور ابن مریم کے لیئے ہے مگر حضرت عائشہ نعوذ باللہ بزعم مخالفین تقدم علی اللہ و تقدم علی الرسول کرکے اپنا اختیار برتتی ہیں اور آنحضرتؐ کے فرمان کی کچھ قدر نہیں کرتیں اور باوجود علم کے ناحق حضرت عمر کی حق تلفی کا ارادہ دل میں رکھتی رہیں۔ پھر اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی جگہ ان قبروں کے لیئے معین ہو چکی تھی جیسا کہ الفاظ انی لی بذلک الموضع اور ما فیہ الا موضع قبری سے ظاہر ہے مگر برخلاف اسکے حدیث میں یہ اٹھا ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات پر صحابہ کو تشویش پیدا ہوئی کہ آپ کو کہاں دفن کیا جاوے عن عائشة قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا فی دفنه فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا

مانسیتہ قال ماقبض اللہ نبیاً الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ (شمائل ترمذی) پس وہ حدیث قابل قبول نہیں آنحضرت کے مقبرہ میں تین ہی قبریں مقدر تھیں جو ہو چکیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ کسی شیعہ صاحب کی کارستانی ہے جسکے دل میں حضرت عائشہ کا بغض بھرا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح انکی نیکی اور تقویٰ دیانت اور امانت میں نقص ثابت کرے اور فریب کی راہ سے اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور عمرؓ کی آنحضرتؐ کے دفن ہونیکے ساتھ عظمت بتا گیا ہے تا راز ظاہر نہ ہونے پاوے اور بعض اور حدیثیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ ان میں حضرت ابوبکر اور عمر کو ایک رنگ سے زیر الزام ٹھہرایا ہے تو یہ دشمن کا دھوکا ہے۔ صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں اسکا کسی طرح اعتبار نہیں ہو سکتا ہے۔

حدیث زیر بحث کی اندرونی شہادت

پھر اس خیال کی تردید میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علیحدہ طور پر چوتھی قبر مسیحؑ کی ہوگی اس حدیث کے مندرجہ ذیل الفاظ یہ ہیں لا قوم انا و عیسی ابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر و عمر کہ اٹھوں گا میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کی قبر ابوبکر اور عمر کے درمیان ہونی چاہیئے مگر قبور مقدسہ کا نقشہ آنحضرت کی قبر کو ابوبکر اور عمر کی قبروں کے درمیان جگہ نہیں دیتا بلکہ آپ کی قبر بالکل ایک پہلو پر ہے چنانچہ علامہ زرقانی مذکورہ بالا حوالہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ان قبور مقدسہ کی نسبت سات قسم کی روایات آئی ہیں جنمیں سے دو صحیح ہیں ایک قاسم کی جنکی روایت کے مطابق قبور مقدسہ کا نقشہ یہ ہے۔

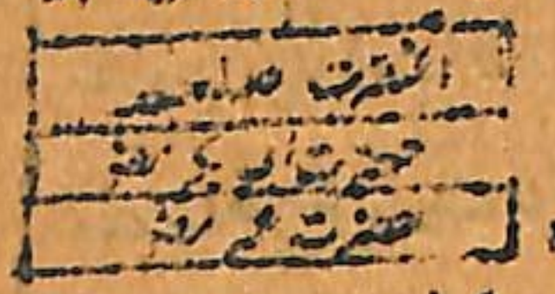

اور دوسری روایت جسکو انھوں نے زیادہ صحیح مانا ہے وہ رجا ابن حیوۃ کی روایت ہے جو تابعی اور فقیہ اور ثقہ آدمی ہیں اس کی رو سے علامہ زرقانی نے مندرجہ ذیل نقشہ پیش کیا ہے

غرض دونوں نقشوں کے لحاظ سے آنحضرتؐ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ابوبکر اور عمر کے درمیان نہیں اٹھ سکتے۔ درمیان سے اسوقت اٹھ سکتے تھے کہ جب آپ کی قبر درمیان

ہوتی غرض یہ کہ صحیح روایات اور صحیح احادیث بڑے زور سے اس حدیث کی تردید کر رہی ہیں۔
پس ایک ایسی حدیث کہ جو غیر احمدی احباب کے مسلّمات کی رو سے بالکل لائق توجہ اور قابل
التفات نہیں تو پھر وہ اپنے دعوے کی بنیاد اس حدیث پر کسطرح رکھ سکتے ہیں جیسا کہ مولوی
ابراہیم صیالکوٹی حیات مسیح میں بھی اس حدیث کو پیش کرتے ہیں۔

مرزا صاحب حضرت مرزا صاحب نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے حالانکہ
اور پھر کہدیتے ہیں کہ ہر مذہب والا اپنے عقائد کی بنیاد اپنے مسلمات پر رکھتا ہے نہ غیر کے
مسلّمات پر پس اگر کوئی اس حدیث کو اسلئے تسلیم کرتا ہے کہ مرزا صاحب نے
اسکو صحیح تسلیم کیا ہے تو پھر اسپر یہ بھی لازم ہوگا کہ جو مفہوم اس حدیث کا مرزا صاحب
لیتے ہیں اس مفہوم سے وہ باہر قدم نہ رکھے۔ اگر کہا جاوے کہ جب یہ حدیث
ایسی ساقط الاعتبار ہے تو مرزا صاحب نے اسکے بعض فقرات اپنی تحریروں میں
کیوں پیش کیے ہیں تو یہ ایک اور بات ہے جو ہماری ذات اور ہمارے عقائد کے
ساتھ تعلق رکھتی ہے اسکے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عزت و عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ طریقہ ہے کہ اگر کوئی
ایسی حدیث ہو جو قرآن کریم کے منشاء کے خلاف ہو یا کسی دوسری صحیح حدیث سے نہ
ٹکراتی ہو تو بجائے اسکے کہ وہ جھٹ اسکو جھوٹی یا غلط حدیث کہدیں آنحضرتؐ کے
نام کے ادب کی وجہ سے چاہے وہ بظاہر کتنی ہی ضعیف حدیث ہو اسبات کی کوشش
کرتے ہیں کہ اختلاف اٹھ جائے اور اس حدیث کو جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
منسوب کیا گیا ہے غلط یا جھوٹا نہ کہنا پڑے لیکن جب کوئی کسی حدیث کو ایسے معنوں
کے ساتھ پیش کرے جو قرآن اور صحیح حدیث کے خلاف ہوں اور اسپر وہ اصرار کرے
اور ان معنوں کی طرف رخ نہ کرے کہ جس سے اختلاف اٹھ جاتا ہے تو پھر مجبوراً اس مفہوم
کے لحاظ سے اسے غلط کہنا پڑتا ہے لیکن مفہوم مخالف نہ ہونے کی صورت میں وہ کسی
حدیث کو بھی غلط نہیں کہتے اور جو واقعہ میں آنحضرتؐ کی حدیث ہو وہ خدا کے کلام

کے مخالف نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس سے اور کسی قسم کی قباحت لازم آتی ہے پس ہر چند کہ یہ قبر والی حدیث عقلاً و درایۃً ساقط الاعتبار ہے اور صحیح روایات اسکو غلط قرار دیتی ہیں لیکن چونکہ بعض اولیاء کے ایسے کشوف پائے جاتے ہیں جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ دوران کے اولاد ہوگی جو اسکی یادگار ہوگی جیسا کہ نعمت اللہ ولی نے اپنے قصیدہ میں لکھا ہے کہ "پسرش یادگارے بنیم" + اور پھر حضرت مرزا صاحبؑ کے اپنے الہامات میں بھی ایک اولوالعزم بیٹے کی بشارت دی گئی تھی کہ "وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا" اسلئے حضرت مرزا صاحبؑ نے فقرہ یتزوج ویولد لہ کو الہامات اور کشوف کے مطابق پاکر صحیح تسلیم کیا ہے چنانچہ آپؑ نے شادی کی اور آپ کو حسب وعدہ اولاد بھی عطا ہوئی اور وہ بیٹا بھی کہ جس نے اپنے کو مومنیں اولوالعزم ہونا تھا اور جسکا نام پیشگوئی میں محمود رکھا گیا تھا جسکی بدولت آج ہم رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ دیکھ رہے ہیں اور ہر وہ شخص جو تعصب کی پٹی آنکھوں سے اُتارتا ہے اور بیجا بغض و کینہ دل میں نہیں رکھتا اُسکو انصاف کی رو سے انکی اولوالعزمی کا اعتراف اور اقرار کرنا پڑتا ہے باقی رہا یہ سوال کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس پیشگوئی کو پہلی محمدی بیگم پر چسپاں کیا تھا چاہے بعد میں اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳ میں براہین کے الہام اذکر نعمتی رئیت خدیجتی کے نیچے تحریر فرماتے ہیں پس "بشارت دی گئی تھی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا حدیث یتزوج ویولد لہ پوری ہو جائے" مگر محمدی بیگم سے نکاح کیوں نہ ہوا اور وہ اولاد اُس سے کیوں نہ ہوئی یہ بحث اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں رکھتی کیونکہ اس میں محمدی بیگم یا احمد بیگ وغیرہ کا کوئی نام نہیں اسپارہ میں اگر کوئی بحث ہو سکتی ہے تو وہ حضرت مرزا صاحبؑ کے الہامات اور پیشگوئیوں پر ہو سکتی ہے جسکے متعلق میں انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے نمبر میں بوضاحت لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں وما توفیقی الا باللہ اب اس حدیث کے معنے کرنے کے لئے صحیح راہ یہی ہو سکتی ہے کہ جو حصہ کلام الٰہی اور صحیح حدیثوں کے مطابق ہو سکے اسکو مطابق کیا جائے اور جو مطابق نہ ہو سکے حوالہ بخدا کیا جائے +

حدیث میں نزول سے کیا مراد ہے

اس حدیث میں پہلا لفظ نزول کا ہے جس سے یہ سمجھا گیا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ آسمان پر نہیں تو پھر وہ اُتریں گے کیسے اسلیے انکا آسمان پر ہونا ضروری ہے مگر یہ خیال اسلیئے صحیح نہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی نزول کا لفظ استعمال کیا ہے چنانچہ سورۂ طلاق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ تحقیق نازل کیا اللہ تعالیٰ نے تمھاری طرف نصیحت کرنے والا رسول جو اللہ تعالیٰ کی آیات تمھیں سناتا ہے اب دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے نہیں اُترے تھے معلوم ہوا کہ اس نزول کا کوئی خاص مفہوم ہے اور وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا ابتدائی زمانہ خلوت کا ہوتا ہے دنیا کے لوگوں سے وہ تعلق نہیں رکھتے ہمہ تن وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں گویا وہ زمینی نہیں آسمانی ہوتے ہیں جب اس قرب الٰہی میں وہ عند اللہ اتنا کمال حاصل کر لیتے ہیں کہ انکا فیض متعدی ہو سکتا ہے اور رسالت کا بوجھ وہ اُٹھا سکتے ہیں تب اس صعود اور عروج کے بعد اہل زمین کی رہنمائی کی طرف انکو متوجہ کیا جاتا ہے جسکی وجہ سے مجبوراً انکو ان زمینی لوگوں میں جانا پڑتا اور گفت و شنید کرنی پڑتی ہے جسنے پہلے وہ الگ ہو جاتے ہیں پس اسی کا نام نزول الی الارض ہے

حدیث میں ابن مریم سے کیا مراد ہے

دوسرا لفظ اس حدیث میں عیسیٰ ابن مریم ہے جس سے یہ سمجھا گیا ہے کہ چونکہ اس نام کے رسول صرف وہی تھے جو موسیٰؑ کی اُمت میں آئے اسلیئے اس پیشگوئی میں بھی وہی مُراد ہیں مگر جسطرح نزول کے بارہ میں انھوں نے قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کی اور ٹھوکر کھائی ہے اسی طرح عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں بھی انھوں نے قرآن کریم کی طرف توجہ نہیں کی اور غلطی کھائی ہے کیونکہ مسیح موعود کی وفات کا تصریح قرآن کریم میں ذکر آ چکا ہے تو کیا ایک فوت شدہ شخص کے نام پر کوئی دوسرا شخص نہیں ہو سکتا یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ نام اس شخص کا ذاتی ہو یا بعض صفات میں مشابہت کی وجہ سے صفاتی ہو جیسے کوئی والدین اپنے بیٹے کا نام حاتم رکھدیں چاہے بڑے ہو کر حاتم کی کوئی صفت بھی اس سے ظاہر نہ ہو یا ایک ایسا شخص جس کا ذاتی نام تو زید ہے لیکن اپنی سخاوت کی وجہ سے وہ لوگوں میں حاتم نام پا لیوے تو یہ ہو سکتا ہے اور یہ ہمارے مشاہدہ کی باتیں ہیں پس جب

انسان یہ جائز رکھتے ہیں کہ لیستار لعالم فقیہ لفظ ابی حنیفہ کے مطابق ایک شخص جب علم اور فقاہت میں امام ابو حنیفہ سے مشابہت رکھتا ہو تو چاہے اُسکا نام کچھ ہی ہو اسکو ابو حنیفہ کہہ سکتے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کو اسبات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کا نام ابن مریم رکھے چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم نے تو وامامکم منکم اور فامکم منکم کہہ کر یہ بتلا دیا کہ اس ابن مریم سے موسوی مسیح نہ سمجھ لینا کیونکہ وہ تمہارا پیشوا تم میں سے ہوگا جسطرح یہود رسول اللہ کی اُمت کے افراد بنیں گے مسیح بھی جو ہوگا وہ بھی رسول اللہ کی امت کا ایک فرد ہوگا اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے اجمالی طور پر اور تفصیلی طور پر بھی اس امر کو ظاہر فرمایا ہے کہ آنے والا شخص مثیل مسیح ہونیکی وجہ سے عیسیٰ اور ابن مریم نام پائے گا۔ چنانچہ آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ مومنین سے وعدہ فرماتا ہے لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کہ ضرور ضرور خدا تعالیٰ مؤمنین میں سے خلیفے بنائے گا اس نے خلیفے بنائے اُن لوگوں سے جو اُن سے پہلے گزرے یعنی یہود و نصاریٰ پس اس آیت میں کما کا لفظ بتلاتا ہے کہ اس اُمت میں پہلے خلیفوں کی مانند پیدا ہوں گے نہ کہ پہلی اُمت کا کوئی خلیفہ اس اُمت میں آئے۔

انعام دو قسم کے ہوتے ہیں دینی یا دنیاوی۔ دینی بڑے سے بڑا انعام نبوت ہے اور دنیوی بڑے سے بڑا انعام بادشاہت ہے۔ بنی اسرائیل پر دونوں قسم کے انعام ہوئے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا۔ اسلیئے خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں مومنین سے بھی دونوں قسم کے انعاموں کا وعدہ فرمایا کیونکہ خلیفہ بادشاہ کو بھی کہتے ہیں اور خلیفہ نبی کو بھی کہتے ہیں پس اس اُمت میں اگر کوئی بادشاہ ہو سکتا ہے تو پہلے بادشاہوں کی مانند اور اگر کوئی نبی ہو سکتا ہے تو پہلے نبیوں کی مانند اور اُن کا مثیل پس اس اُمت میں پہلے مسیح جیسا تو ہو سکتا ہے لیکن پہلا مسیح بذات خود نہیں آسکتا اور سورہ تحریم میں خدا تعالیٰ نے اس امر کو صاف کر کے بتا دیا ہے کہ آنیوالا شخص بطور استعارہ ابن مریم کا نام پائے گا۔ چنانچہ کفار کی مماثلت خدا تعالیٰ نے نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی سے بیان فرمائی ہے ضرب اللہ مثلا للذین

کفروا امرۃ نوح وامرۃ لوط اس بناپر کہ انھوں نے نبیوں کے گھرانے کی عورتیں ہوکر ان سے کچھہ فائدہ حاصل نہ کیا اسی طرح ان کفار کا حال ہے کہ نبی خدا نے ان کے گھر میں بھیجا اور یہ اسکی کچھہ قدر نہیں کرتے ان کفار کو چونکہ ان عورتوں سے مماثلت ہے اسلیئے جو انجام ان کا ہوا وہی ان کا بھی ہوگا اسی طرح مومنین کے ایک گروہ کی مماثلت خدا تعالیٰ نے فرعون کی بیوی سے بیان فرمائی ہے اس مشابہت کی بناء پر کہ جسطرح وہ خود مومنہ اور پارسا عورت تھی لیکن فرعون کی وجہ سے حضرت موسیٰ نبی اللہ کی اطاعت سے پورا حصہ لینے میں اسکو دقت پیش آئی تھی اور تنگ آکر وہ دعا کرتی تھی رب نجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین کہ الٰہی فرعون اور اسکی کرتوتوں سے مجھے نجات بخش یہی حال چونکہ مومنین مکہ کا ہے کہ ہجرت نہیں کرسکے تھے اور فرعون سیرت لوگ انکو دکھ دیتے تھے اور وہ بھی آسیہ کی طرح دعا کرتے تھے ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعلنا من لدنک ولیا واجعلنا من لدنک نصیرا پس اسلیے انکو آسیہ کا قائم مقام اور اسکا مثیل ٹھہرایا گیا پس جسطرح فرعون کی ہلاکت سے آسیہ کو رہائی نصیب ہوئی اسی طرح ان فرعونوں کی ہلاکت سے ان مومنین کو بھی نجات اور کامیابی حاصل ہوگی اور مومنین کے دوسرے گروہ کی مماثلت باری تعالیٰ نے حضرت مریم سے بیان فرمائی ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القنتین اور خدا تعالیٰ مومنین کی مماثلت بیان کرتا ہے مریم بنت عمران سے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اور خدا تعالیٰ کے نبیوں اور اسکی کتابوں کی تصدیق کی پس نفخ روح کرینگے ہم اس میں۔ اس مشابہت کی بناپر کہ مریم کی طرح مہاجرین کو علاوہ اتقا اور پارسائی کے نبی کی صحبت اور اس سے تربیت حاصل کرنے کا موقع میسر تھا لیکن مماثلت سے مومنین کا نام مریم رکھ کر یہ بھی بتلادیا کہ جسطرح باوجود حضرت مریم کے تقویٰ شعار ہونیکے انپر انکی قوم کی طرف سے الزام لگائے گئے اسی طرح ان مومنین کو انکی قوم مسلمانوں کی طرف سے ملزم قرار دیا جائے گا اور جسطرح خدا نے مریم کی برئیت کی اسی طرح انکی بھی برئیت کرے گا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ۔

مریم نام دراصل روحانی رنگ میں صدیق کا مقام ہے جو کہ نبوۃ کے دوسرے مرتبہ پر ہے اسی واسطے حضرت مریم کو صدیقہ کہا گیا ہے تو حضرت مریم کو جو اس مرتبہ پر ترقی دیگئی تو وہ اس رنگ میں دی گئی کہ نفخ روح سے ان کے بیٹا عیسیٰ نبی اللہ پیدا ہوا جو ابن مریم کہلایا اور والدہ کی خدمت کی اسے تاکید کی گئی اگر وہ عورت نہ ہوتیں تو انھیں کو نبی بنایا جاتا۔ کیونکہ اصلاح کا کام مرد کر سکتے ہیں اور وہی اسکے لائق ہیں۔ اب سوال ہوتا تھا کہ وہ مؤمنین جنکو مماثلت کی وجہ سے مریم کا نام دیا گیا جو صدیق کا مرتبہ ہے کیا وہ سب کے سب ترقی کر کے نبوت کے مقام پر بھی پہنچیں گے یا نہیں تو اسکا جواب فنفخنا فیہ من روحنا میں یہ دیا کہ صدیق کا مرتبہ تو بہت پائیں گے لیکن نفخ روح جس سے صدیقیت سے ترقی کر کے نبوۃ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے صرف ایک مومن میں ہوگا کیونکہ مریم سے مماثلت تو الذین امنوا کہہ کر جمع کے صیغہ میں دی ہے لیکن فنفخنا فیہ میں نفخ روح کے وقت ضمیر واحد مذکر کی رکھی ہے فنفخنا فیہا نہیں فرمایا تا حضرت مریم کیطرف ضمیر پھیر سکے پس ابن مریم کا مرتبہ پانیوالا ایک ہی شخص مقدر تھا جس نے کہا۔

چوں مرا نور نبے پئے قوم مسیحی دادہ اند مصلحت را ابن مریم نام من نہادہ اند

پھر آنے والے موعود کا پیشگوئی میں ابن مریم نام رکھنے میں ایک یہ بھی راز ہے کہ اس نام میں دو فرد ہیں ایک ابن جو عیسیٰ نبی اللہ ہیں دوسرا مریم جو نبی نہیں بلکہ اُمتی ہے تو آنیوالے موعود کا مرکب نام رکھ کر یہ بتلایا گیا کہ ایک پہلو سے وہ نبی ہوگا اور ایک پہلو سے بباعث متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ اُمتی ہوگا ورنہ اُسکا ذاتی نام عیسیٰ یا کنیت ابن مریم نہیں۔ پس اس اُمت میں سے وہ ایک شخص ہے جسکو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح سے مشابہت کی وجہ سے ابن مریم کا خطاب دیا اور دنیا کی ہدایت کے لئے کمال قرب کے بعد اہل زمین کی طرف اسکو نازل ہونے کا حکم فرمایا جیسا کہ حضرت نبی کریم و دیگر انبیاء علیہم السلام کو اور اُس نے شادی کی اور اُسکے کام کو سرانجام دینے کیلئے اسکو صالح اور طیب اولاد بھی عطا ہوئی۔ اب اس حدیث میں نبوۃ پانے کے بعد جو اسکا زمانہ قیام بتلایا گیا ہے وہ ۴۵ برس کی روایت کے پینتالیس سال ہیں۔ اور علامہ زرقانی نے حضرت امام احمدؒ سے نقل کیا ہے

انه یمکث اربعین سنة کہ وہ چالیس سال رہیں گے اور صحیح مسلم سے انه یلبث سبع سنین نقل کیا ہے کہ وہ سات سال قیام کرینگے پس حدیث کی بنا پر مسیح محمدی کے زمانہ قیام کی ہم کوئی تعیین نہیں کر سکتے اسکے لیئے واقعات اور مشاہدہ کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے۔ راویوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ محفوظ نہیں رکھے +

یدفن معی فی قبری کی تحقیق

باقی رہا فقرہ یدفن معی فی قبری جو معنے اس فقرہ کے دوسرے مولوی صاحبان کرتے ہیں میں مفصل ثابت کر چکا ہوں کہ وہ درست نہیں ہو سکتے اسکے وہ تحقیقی معنے ہیں پس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا یہ ہیں کہ قبر سے مراد یہ مدینہ منورہ کی قبر نہیں بلکہ ہر انسان کی دو قبریں ہیں ایک وہ جسمیں انسان دفن کر آتے ہیں دوسری وہ جسمیں خدا تعالیٰ ڈالتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ثم اماتہ فاقبرہ کہ خدا انسان کو مارتا ہے اور پھر وہی اسکو قبر میں ڈالتا ہے اور قبر کی تعریف جیسا کہ صحیح ترمذی میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے القبر روضة من ریاض الجنة اور کتاب الروح میں لکھا ہے القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران۔ قبر جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں سے ایک گڑھا ہے اور اسکی تائید قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ قوم نوح کے متعلق فرمایا ہے اغرقوا فادخلوا نارا غرق ہونیکے بعد انکو آگ میں ڈالا گیا اور فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی میں یہ بتایا گیا ہے کہ مومن کو مرنیکے بعد جنت میں داخل کیا جاتا ہے پس وہ مقام جس میں خدا تعالیٰ نے بعد وفات آنحضرتؐ کو جگہ دی وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی جگہ کے درمیان ہو سکتی ہے جس میں کہ مسیح محمدی بھی ہوگا۔ پھر مسیح محمدی اور آنحضرتؐ کی ایک قبر بنانے میں یہ بات بھی ہے کہ جسطرح ہماری زبان میں کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنی اپنی قبر میں جانا ہے یعنی جسطرح اعمال مختلف ہیں قربیں بھی مختلف ہونگی لیکن مسیح محمدی بوجہ آنحضرتؐ کے کامل بروز ہونیکے من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی + تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری + کا مصداق ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل رسول اللہ کے ساتھ ہوگا علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین +

امام بخاری کے نزدیک ابن مریم دو ہیں

احمدی جماعت کا عقیدہ ہے کہ ابن مریم دو ہیں۔ وہ ابن مریم جو کہ بنی اسرائیل کی طرف ایک رسول تھا وہ فوت ہو گیا اور جس کے متعلق احادیث میں یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا وہ ابن مریم اور ہے۔ اس کے ثبوت میں کہ ابن مریم ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ امام بخاری کا جو کہ رئیس المحدثین ہے اور جنکی کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلانے کے لائق ہے۔ ایک لطیف استدلال پیش کرتا ہوں جو کہ چند احادیث کو امام صاحب کی ترتیب انیق دینے سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔

امام بخاری اپنی کتاب بخاری کتاب بدء الخلق کے باب واذکر فی الکتاب مریم میں چند احادیث لائے ہیں جنپر غور کرنے سے ہر ایک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ آپ کے نزدیک ابن مریم دو ہیں یا ایک نہیں۔

پہلی حدیث "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ عِیْسٰی وَمُوْسٰی وَاِبْرَاھِیْمَ فَاَمَّا عِیْسٰی فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ"

بخاری جزو دوم صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ مصر ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عیسیٰ اور موسیٰ اور ابراہیم کو معراج کی رات میں دیکھا عیسیٰ کا حلیہ یہ تھا کہ وہ سرخ رنگ کے ہیں اور بال گھنگریالے اور سینہ چوڑا ہے۔

دوسری حدیث "عَنْ نَافِعٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بَیْنَ ظَھْرَیِ النَّاسِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّ عَیْنَہٗ عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ وَاُرِیْتُ اللَّیْلَۃَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ فِی الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ کَاَحْسَنِ مَا یُرٰی مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُہٗ بَیْنَ مَنْکِبَیْہِ (وَفِی الْحَدِیْثِ الثَّانِیْ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ) رَجِلُ الشَّعْرِ یَقْطُرُ رَاْسُہٗ مَاءً وَاضِعًا یَدَیْہِ عَلٰی مَنْکِبَیْ رَجُلَیْنِ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ

فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَاَيْتُ رَجُلًا وَرَآءَهٗ جَعْدًا قَطَطًا اَحْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَىْ رَجُلٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ۔

بخاری جزو دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۵۔ ترجمہ نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کے سامنے مسیح الدجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اعور نہیں ہے خبردار مسیح الدجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا گویا اسکی آنکھ پھولی ہوئی انگور کیطرح ہے اور مجھے کعبہ کے پاس خواب میں یہ دکھایا گیا کہ ایک آدمی جو گندم گوں ہے اور بہت عمدہ رنگ ہے اُسکے بال شانوں کے درمیان تک ہیں کنگھی کیئے ہوئے بالوں والا ہے دوسری روایت میں جو اس حدیث کے ساتھ متصل ہے آیا ہے کہ وہ گندم گوں ہے اور اسکے سر کے بال سیدھے ہیں اسکے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے اور بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے کہا کہ یہ کون ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر میں نے اسکے آگے ایک آدمی دیکھا کہ جسکے بال بہت ہی گھنگریالے ہیں اور چھوٹے چھوٹے ہیں دائیں آنکھ سے کانا ہے اور ابن قطن سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتا ہے وہ ایک آدمی کے دو شانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے اور بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ مسیح الدجال ہے +

---

* طواف کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ واقعہ میں ابن مریم اور دجال خانہ کعبہ کا طواف کرینگے بلکہ اس سے یہ مراد ہے جیسا کہ مظاہر الحق اور مرقاۃ میں لکھا ہے یہ ہے۔ "اور یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ دجال کافر ہے اسکو طواف سے کیا کام جواب اسکا یہ دیا ہے علماء نے کہ یہ حضرت کی مکاشفات سے ہی خواب میں تعبیر اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا کہ ایک روز ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام گرد دین کے پھریں گے، اسطے قائم کرنے دین کے اور درستی کرنے خلل و فساد کے اور دجال بھی پھرے گا گرد دین کے بقصد خلل اور فساد ڈالنے کے دین میں کذا قالہ الطیبی" مظاہر الحق شرح مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۲، ۳ و مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۲۱۹ و مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ +

ان دونو حدیثوں کے لانے کی غرض

دونو حدیثوں کو لاکر امام بخاری نے یہ سمجھایا ہے کہ ابن مریم دو ہیں اور ان دونو حدیثوں میں اسپر دو دلیلیں ہیں۔

پہلی دلیل

پہلی دلیل تو امام بخاری نے حلیتین سے دی ہے۔ کہ ابن مریم کے حلیے دو بتائے گئے ہیں ایک میں سُرخ رنگ اور دوسری میں گندمی اور پھر ایک میں گھنگریالے بال اور دوسری حدیث میں سیدھے بال۔ پس ہر ایک دانشمند اور عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ دو حلیوں کا ایک شخص تو دنیا میں کبھی نہیں پایا گیا ہاں ایک نام کے دو شخص ہو سکتے ہیں۔

دوسری دلیل

دوسری دلیل یہ دی ہے کہ پہلے ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰ مسیح ناصری کو معراج کی رات میں مردوں کے ساتھ دیکھا ہے اور دوسری حدیث میں جس ابن مریم کا ذکر ہے اسکو آئندہ آنے والی قوم کے ساتھ پس زندہ مردوں میں نہیں جا سکتا اور مردہ زندوں میں نہیں شامل ہو سکتا ہے اسواسطے معلوم ہوا کہ جو ابن مریم آپؐ نے مردوں میں معراج کی رات میں دیکھا ہے وہ اور ہے اور جو دجال کے پیچھے خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا وہ اور ہے۔ اس کے بعد امام بخاری اسی ترتیب کے ساتھ جو انھوں نے حلیہ کے بیان کرنے میں رکھی ہے (یعنی معراج والے ابن مریم کو پہلے اور دوسرے ابن مریم کے ذکر کو بعد میں لائے ہیں) دونو کے لئے ایک ایک حکم لگاتے ہیں۔ پہلے کے متعلق جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں دیکھا تھا۔ ایک حدیث لاکر ان کی وفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

حدیث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ثُمَّ قَرَءَ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ فَاَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی اِبْرَاھِیْمُ ثُمَّ یُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّھُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ بخاری جلد دوم

مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۶- ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس حالت میں اکٹھے کیئے جاؤ گے کہ تم پاؤں اور بدن سے ننگے اور غیر مختون ہوگے پھر آپؐ نے آیت کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدًا علینا انا کنا فاعلین پڑھی اور فرمایا کہ پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا پھر میرے صحابہ سے چند آدمیوں کو دائیں بائیں سے پکڑ کر لے جایا جائیگا۔ تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو مجھے جواب دیا جائے گا کہ جب سے تو ان سے جدا ہوا ہے انھوں نے تو دین بالکل چھوڑ دیا تھا اور یہ تیرے بعد مرتد ہی رہے۔ تو پھر میں کہوں گا جیسے عبد صالح مسیح ابن مریم نے کہا ہے کہ میں بھی انپر نگران و محافظ تھا جبتک میں ان میں تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دیدی پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر ایک چیز کے حال سے واقف ہے اب اگر تو ان کو عذاب دے تب بھی تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخشدے تو بیشک تو عزیز و حکیم ہے۔

آیۃ کی جگہ حدیث لانے میں ایک مزید فائدہ

اس حدیث کو لاکر امام بخاری نے وفات مسیح ناصری کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ کہ انھوں نے آیت فلمّا توفیتنی کو صرف پیش نہیں کر دیا حدیث وفات مسیح ناصری ثابت کرنے کے لیئے کیوں لائے۔

جواب حدیث آیت کی بجائے لانے میں ایک مزید فائدہ تھا وہ یہ کہ علماء فلمّا توفیتنی کے معنے رفعتنی کرتے تھے یعنی جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا تو آپ نے اس حدیث کو پیش کیا تاکہ توفیتنی کے معنے بھی کھل جاویں اور یہ ظاہر ہو کہ توفیتنی کے معنے رفعتنی کے نہیں ہیں بلکہ اَمَتَّنِیْ کے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لفظ کو اپنے حق میں موت کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ پھر آپ نے کنتُ کا لفظ لاکر واضح کر دیا ہے کہ میں انھیں معنوں میں اس آیت کو استعمال کروں گا جن معنوں میں مسیح علیہ السلام نے اپنے حق میں استعمال کی ہے۔ اب سامعو سلام ابن مریم جسکو آپ نے دجّال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا ہے اسکے لیئے آپ نے ایک علیحدہ باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام باندھا ہے اس میں آپ یہ حدیث لائے ہیں +

حدیث ۱ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ اَبَا ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ بخاری جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۶۔ ابن شہاب نے نافع سے جو ابو قتادہ انصاری کا آزاد کردہ غلام ہے روایت کی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری اُسوقت کیا حالت ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اسحالت میں کہ وہ تم میں سے ہی تمہارا امام ہوگا۔

اس حدیث میں امام بخاری نے یہ بتایا ہے کہ وہ ابن مریم جسکو آپنے دجال کے پیچھے طواف کرتے دیکھا ہے اور جسکا کام اس حدیث سے پہلی حدیث میں کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر بتایا ہے اور اُسے حکم و عدل قرار دیا ہے۔ وہ تم میں پیدا ہوگا وہ کہیں باہر سے نہیں آئیگا بلکہ وہ اُمت محمدیہ سے ہی ہوگا۔ پس اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے ساتھ بتادیا کہ وہ مسیح اسرائیلی جسکی وفات کی طرف پہلے اشارہ کر دیا گیا ہے وہ نہیں آئے گا بلکہ آنے والا مسیح اُمت محمدیہ میں سے ہی ہوگا۔ اسکے بعد امام صاحب نے باب ما ذکر عن بنی اسرائیل باندھا ہے اور اسمیں ایک حدیث لاکر لوگونکو یہ نصیحت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَیْعَۃِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ۔ میری اُمت میں بہت سے خلفاء ہوں گے اور تمہیں انکی بیعت کرنی ہوگی اور بیعت کے وقت جو عہود ہوں اُنکو پورا کرنا ہوگا اور مسیح موعود جو کہ خاتم الخلفاء ہوگا اُسکی بیعت کرنی ضروری ہوگی۔ پھر بعد اسکے دوسری حدیث میں لوگوں کی حالت کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ انکی حالت اس مسیح کے آنیکے وقت کیا ہوگی۔

حدیث ۲ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ سَلَکُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَکْتُمُوْہُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَہُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ۔ بخاری جلد مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۶ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے سے پہلوں کے طریقوں پر بالشت بر بالشت اور گز بگز چلو گے یہانتک کہ اگر وہ

سوسمار (گوہ) کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اُسمیں چلو گے ہمنے کہا یا رسول اللہ کیا یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر۔ آپ نے فرمایا اور کون ہیں۔ وہی تو مراد ہیں۔ اس حدیث کو ذکر کر امام بخاری نے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ جب مسیح موعود نازل ہوگا تو بڑے بڑے مولوی اور علماء اسکا انکار کرینگے اور مثیل یہود بنجائیں گے جسطرح کہ یہود نے مسیح ناصری کے آنیکا انکار کیا تھا اور یہود کی طرح یہ بھی مسیح موعود پر کفر کے فتوے لگائیں گے جیسا کہ حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خاں نے لکھا ہے "چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاء سنّت و اماتت بدعت فرماید علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتداء مشائخ و آباء خود باشند گویند ایں مرد خانہ برانداز دین و ملّت ماست و بہ مخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بہ تکفیر و تضلیل دے کنند" حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳۔ ترجمہ علماء وقت جو خوگر تقلید فقہاء اور مشائخ ہیں اس مہدی کی تعلیم کو سنکر یوں کہیں گے کہ یہ شخص تو دین اسلام کی بیخکنی کر رہا ہے اور اسکی مخالفت کے لیئے اٹھیں گے اور اپنی قدیمی عادت کے موافق اسکی تکفیر اور تضلیل کرینگے یعنی کافر اور ضال اور دجال اور گمراہ اسکا نام رکھیں گے۔ پھر اسی طرح امام ربانی اپنے مکتوبات ۵۵ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہدات او را علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و عمق فرض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند" ترجمہ نزدیک ہے کہ علمائے ظواہر حضرت عیسیٰؑ کے اجتہادی مسائل کو بوجہ باریک تر ماخذ ہونیکے انکار کرینگے اور مخالف کتاب و سنت کہیں گے۔

پس امام بخاری نے بھی مذکورہ بالا حدیث لاکر لوگوں کی حالت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اسوقت کے مسلمان لوگ مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے یہود کے مثیل بنجائیں گے۔ یہ ایک استدلال ہے جو بخاری شریف سے ہمنے کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ابن مریم ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔ والسّلام علیٰ مَن اتبع الہُدیٰ۔

جلال الدین شمس مولوی فاضل (سیکھوانی)

الوہیت کی عبد نمائی

پر

ایڈیٹر نور افشاں کی خامہ فرسائی

جب سے نور افشاں پر لاہوری آب و ہوا کا زرد رنگ چڑھا ہے اور وہ پروفیسر محمد اسمٰعیل کے حوالہ قلم کیا گیا ہے اُسی وقت سے وہ علمی دنیا میں بحالت نزع نظر آرہا ہے چنانچہ ۱۵ر اپریل ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں ایڈیٹر نور افشاں زیر عنوان "الوہیت کی عبد نمائی" ایک مضمون جس میں بخیال خویش وہ مسیح ناصری کو خدا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ رقم فرماتے ہیں یہ مضمون پروفیسر صاحب ماں ایم اے صاحب کی بائبل دانی پر پوری طرح سے روشنی ڈالتا ہے (جیسا کہ آگے چلکر ثابت ہوگا) مگر پہلے ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ مضمون مذکورہ کا عنوان "الوہیت کی عبد نمائی" کس ترکیب پر دال ہے کیونکہ یا تو فقرہ یوں چاہیئے تھا۔ "الوہیت کی عبودیت نمائی" یا "الٰہ کی عبد نمائی" بہر حال یہ عنوان غلط ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ الوہیت مصدر ہے جو کیفیت کو ظاہر کرتا ہے اور کیفیت صدور فعل کو مستلزم نہیں۔ اب ایڈیٹر صاحب کی بائبل دانی ملاحظہ فرمادیں۔ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں۔ "مثلاً یشعیاہ نبی فرماتا ہے۔ کہ "دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔ یشعیاہ ۷/۱۴ اس آیت میں اسم عمانوئیل ایسا ہے۔ جو الوہیت کی عبد نمائی پر نص صریح ہے۔ پھر یشعیاہ فرماتا ہے کہ ہمارے لیئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ اور سلطنت اُسکے کندھے پر ہوگی۔ اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے۔ عجیب۔ مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ اسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت پر آج سے لے کر ابد تک بندوبست کرے گا اور عدالت اور صداقت

سے اسے قیام بخشے گا۔ رب الافواج کی غیوری یہ کرے گی ۹/۷
تھوڑے سے تبصرے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ نبوت مذکور میں الوہیت نے عبد نمائی کی ہے
کیونکہ اس نبوت میں نبی نے ایک انسانی بچہ کو ایسے نام و خطاب دیئے ہیں جو بڑے سے
بڑے انسانی بادشاہ پر چسپاں نہیں کیئے جا سکتے۔ پس اس نبوت سے یہ بالکل روشن
ہے کہ پرانے عہد نامہ کے الوہیم و یہوواہ نے مسیح موعود کے بیان میں عبد نمائی کی ہے"
یہانتک ایڈیٹر صاحب کی دلیل اول کا خاتمہ ہے۔ اب ہم ایڈیٹر صاحب سے دریافت
کرتے ہیں کہ انسان کے خدا بننے پر جو آپ نے پہلا حوالہ یشعیاہ ۷/۱۴ والہ پیش کیا ہے اس
سے مسیح خدا ثابت نہیں ہو سکتا۔ عمانوئیل کے معنے ہیں۔ "خدا ہمارے ساتھ" یہ نہیں
کہ انسان خدا ہے۔ یا "الوہیت کی عبد نمائی" پھر اس لفظ سے آپ کے مہمل بیان کو کیا علاقہ۔
پھر آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ بموجب پیشگوئی یشعیاہ ۷/۱۴ مسیح کا نام عمانوئیل کب اسکی
والدہ ماجدہ مقدسہ مریم نے رکھا تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مسیح ناصری کا نام اسکی
والدہ صدیقہ نے ہرگز ہرگز عمانوئیل نہیں رکھا بلکہ ایک اور دوسرا نام یعنی یسوع
جس کے معنے ہیں نجات یافتہ وغیرہ اس لفظ یسوع کو لفظ عمانوئیل کے ساتھ کوئی صوری
و معنوی مناسبت و مشابہت نہیں۔ پھر عمانوئیل سے کیونکر مسیح کی خدائی ثابت ہو سکتی
ہے۔ دوسرا حوالہ یشعیاہ ۹/۶ جس میں آپ کے خیال کے مطابق یشعیاہ نے مسیح
موعود کو۔ خدائے قادر۔ ابدیت کا باپ کہا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اسجگہ آپکے مترجمین
نے ایک بہت بڑی تحریف* و تبدیل سے کام لیا ہے اگر پروفیسر صاحب کو کبھی اصل زبان
میں یہ کتاب مذکور جس میں پیشگوئی مندرجہ بالا درج ہے صرف دیکھنی نصیب ہو جاوے

حاشیہ

* ایڈیٹر صاحب نور افشاں ایڈیٹر پیغام صلح لاہور پر اپنے ایک پرچہ میں بہت خفا ہوتے ہیں کہ وہ خواہ مخواہ
مسیحیت کی کتب مقدسہ کو محرف و مبدل لکھتے رہتے ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ ایڈیٹر پیغام صلح نے کیا لکھا تھا۔
پھر اس خفگی کا کیا جواب دیا تھا مگر ہم ایڈیٹر صاحب نور افشاں کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں
کہ اگر وہ ہمارے ساتھ تحریف بائبل کے موضوع پر بحث کریں تو مہربانی و نوازش سے بعید نہ ہوگا۔ منہ

تو وہ کسی پڑھے ہوئے سے پڑھا سکتے ہیں کہ ہجگہ لفظ ایل* لکھا ہوا ہے جسکے معنے ہیں زبردست زور آور۔ حاکم۔ بادشاہ وغیرہ وغیرہ۔ عبرانی بائبل میں یہ لفظ منجملہ ۲۲۲ مقامات کے ۱۸ دفعہ غیر خدا کے لیئے مستعمل ہوا ہے چنانچہ خرقی ایل ۳۱/۱۱ و ۳۲/۲۱ میں بنو خد نضر کے لیئے آیا ہے وہاں اسکا ترجمہ زبردست کیا گیا ہے۔ مگر یسعیاہ ۹/۹ میں جہاں یہی لفظ مسیح کے لیئے آیا تو اسکا ترجمہ جھٹ سے خدائے قادر لکھدیا جو قطعاً غلط ہے دوسرا لفظ ابدیت کا باپ۔ اصل عبرانی میں یہ لفظ آبی عد ہے۔ اسکے معنے ہیں عہد کا باپ۔ زمانہ کا باپ جیسے عربی میں ابو الوقت یا ابو الوفاء بھلا اس سے مسیح کی خدائی کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔ مسٹر محمد اسماعیل ایم اے ایڈیٹر نور افشاں ان دلائل کو نئے دلائل خیال فرماتے ہیں مگر یہ ایسی مے ہے جو کہنہ ہونے کی وجہ سے گل سڑ گئی ہے +

حاشیہ

* ایل۔ الوہیم۔ لفظ الوہیم جمع ہے۔ الوہ اور ایل اور یہ جمع تعظیمی ہے۔ بائبل میں یہ لفظ جمع کی حالت میں بھی سوائے دوسروں پر بھی استعمال ہوا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ شامی اقوام کے باپ دادوں میں خدا کی سب سے قدیم قانون میں سے ایک ایل تھا جسکے معنے قوی۔ مضبوط بہادر زبردست۔ زور آور وغیرہ کے ہیں۔ بابل کے کتبوں میں الوہ کر کے آیا ہے۔ اور لفظ بابل میں بھی یہی ہے بمعنی دروازہ یا مندر۔ ایل عبرانی میں یہ اپنے عام معنے قوی یا بہادر کے دیتا ہے۔ جیسے ایل وغیرہ عبرانی بائبل میں لفظ الوہیم ۲۵۵۵ دفعہ آیا ہے جس میں سے ۴۵ آیات میں اس لفظ کا استعمال سوائے خدا کے دوسروں کے لیئے مجازاً ہوا ہے چنانچہ نمونہ کے طور پر دیکھو موسیٰ خروج ۷/۱ و ۲۱/۶ سموئیل کی روح ۱ سمو ۳۸/۱۳ قاضی لوگ خروج ۲۱/۶ و ۲۲/۸ و ۹ و ۲۸ دوسرے حاکم اور بادشاہ زبور ۸۲/۶ مجازاً الوہیم کہے گئے ہیں اسی طرح لفظ ایل کا بھی ۲۲۲ مقامات میں سے ۱۸ بار مجازی استعمال ہوا ہے یسعیاہ ۹/۹ میں سخت تحریف کر کے خدا قادر لکھا گیا ہے مگر خرقی ایل ۳۱/۱۱ و ۳۲/۲۱ میں بنوکد نضر کے لیئے اس کا ترجمہ زور آور وغیرہ کر دیا ہے صفحہ

دوسری دلیل یہ ہے کہ میکاہ ۵/۲ میں آتا ہے۔ بیت لحم سے اسرائیل کے حاکم کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے" بھلا پروفیسر صاحب۔ پہلے آپ یہ تو ثابت کر لیں کہ یہودی اس کو

مسیح کے لیئے تسلیم کرتے ہیں یعنی کس طرح پر معلوم ہو کہ یہودی اس پیشگوئی کو مسیح کے حق میں تسلیم کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ اگر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی مسیح موعود کے لیئے ہے تو پھر یہودی مسیح موعود کی الوہیت کے کیوں قائل نہیں اور آجتک مسیح کی الوہیت کا مسئلہ انکے ذہن کے پاس تک کیوں نہیں پھٹکا۔ سوم یہ کہ یہود کی طالمود میں ابی الیزر سے روایت ہے کہ خدا کے ارادہ تخلیق میں سات چیزیں سب سے پہلے آئیں مثلاً یروشلیم۔ اسرائیل۔ مسیح موعود۔ ایماندار وغیرہ پس باوجود اس روایت کے کیوں ان اشیاء کی الوہیت تسلیم نہیں کرتے چہارم پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے مسیح سے تقریباً دو ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ قدیم سے ایام الازل سے آپ کے خدا کے علم میں آپکی پیدائش وغیرہ کے واقعات تھے یا نہیں اگر تھے اور جیسا کہ حقیقتاً تھے تو پھر آپ بھی خدا ہوئے اور اگر نہیں تھے تو آپ کا خدا علیم کُل نہیں ٭

تیسری دلیل زکریاہ فرماتا ہے "اے صیہون کی بیٹی تو نہایت خوشی کر اے یروشلیم کی بیٹی تو خوب للکار کہ دیکھ تیرا بادشاہ تجھ پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات دیتا اس کے ذمہ ہے۔ وہ فروتن ہے۔ اور گدھی پر بلکہ جوان گدھے پر ہاں گدھی کے بچہ پر سوار ہے۔ میں افرائیم کی گاڑیاں اور یروشلم کے گھوڑے کاٹ ڈالوں گا۔ اور جنگی کمان توڑ ڈالی جائیگی۔ اور وہ قوموں کو صلح کا مژدہ دے گا۔ اور اسکی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریا سے زمین کی انتہا تک ہوگی $\frac{9}{9 \text{ و } 11}$ پروفیسر محمد اسماعیل صاحب ایم اے اسپر یوں قلم فرساہیں۔" اس نبوت میں ایک گدھی سوار غریب اسرائیلی کی شان میں ایسی باتیں قلم بند ہوئی ہیں جو محض الوہیت کی شان کا حصہ ہیں۔ اسے بادشاہ کہا گیا ہے اسے صادق بادشاہ قرار دیا گیا ہے۔ اسے نجات دینے والا بادشاہ کہا گیا ہے۔ انسانی زور مطاقت کی انسانی بادشاہوں کی قدرت اور ان کے وسائل کی نفی کر دی گئی ہے وہ صلح کا بادشاہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اسکی سلطنت کی حدود زمین کے کناروں تک وسیع کر دی گئی ہیں یہ ایسا بیان ہے جو الوہیت کو ہی زیب دیتا ہے" اب جبکہ پہلے ہم پروفیسر صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر یہ پیشگوئی یہود اپنے آنے والے موعود مسیح کے حق میں مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ آپکی طرح

مسیح موعود کی الوہیت کے قائل ہیں۔ دوم۔ اس میں چار فضائل یا صفات آپ نے ایسی گنوائی ہیں جو بخیال جناب صرف الوہیت کو ہی زیب دیتی ہیں (ا) "صادق بادشاہ" مگر مسیح کہتا ہے۔ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا" متی ۱۹/۱۷ اب جو اپنے آپ کو نیک کہلوانا بھی پسند نہیں کرتا اور صاف طور پر نفی کرتا ہے اسکو ایڈیٹر نور افشاں ہی خدا کہیں تو کہیں۔ مدعی سست گواہ چست (ب) "صلح کا شہزادہ" مسیح کہتا ہے۔ "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں" متی ۱۰/۳۴ ایڈیٹر صاحب غور کیجئے۔ آپ مسیح ناصری کو صلح کا شہزادہ قرار دیتے ہیں مگر وہ خود کو تلوار چلانے والا اور چلوانے والا کہتا ہے آپ خود فیصلہ فرماویں کہ کون سچ کہتا ہے (ج) "سلطنت کی حد و بے انتہا" مگر ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسیح فرماتا ہے "لومڑیوں کے لیئے بھٹ اور ہوا کے پرندوں کے لیئے بسیرے ہوتے ہیں مگر ابن آدم کے لیئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" لوقا ۹/۵۸ ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح کی سلطنت کی حدود لامحدود ہیں مگر مسیح کہتا ہے کہ میرے لیئے سر دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔ اب پادری صاحب خود فیصلہ فرمالیویں کہ کس کا کہنا سچ ہے۔ مسیح ناصری کا یا آپ کا (د) "نجات دینا اسکے ذمہ ہے" پادری صاحب! مسیح کہتا ہے مگر دائیں! بائیں بٹھانا میرا کام نہیں بلکہ جنکے لیئے باپ نے تیار کیا" متی ۲۰/۲۳ نجات دینا تو بڑا کام ہے یہاں تو اسقدر اختیار بھی نہیں جو کسیکو اپنے دائیں بائیں بھی خود بخود بٹھا یا جا سکے بلکہ وہ بھی باپ کی مرضی پر ہی منحصر ہے۔ پھر یہ ادنیٰ قسم کی الوہیت کیا معنے۔ پھر پادری صاحب اس قسم کی صفات والا ایک چوتھا خدا یا خدا کا اقنوم و حصہ ہم آپکو بتائے دیتے ہیں اور یہ ملک صدق۔ شاہ سلیم کا بادشاہ خدا تعالیٰ کا کاہن ہمیشہ کا کاہن رہتا ہے۔ جب ابراہیم بادشاہوں کو قتل کر کے واپس آتا تھا تو اسی نے اسکا استقبال کیا اور اسکے لیئے برکت چاہی۔ اسی کو ابراہیم نے سب چیز کی دہ یکی دی۔ یہ اول تو اپنے نام کے معنے کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے اور پھر شاہ سلیم یعنی صلح کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے نہ اسکی زندگی کا شروع نہ زندگی کا آخر بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا عبرانیوں ۷/۳ پروفیسر صاحب دیکھو مسیح ناصری سے اعلیٰ صفات و فضائل عالا الوہیت کا چوتھا رکن اب ثلیث چھوڑ کر ترجیع اختیار کریں اور ذرا جواب کے لیئے قلم ہاتھ میں پکڑیں۔ عبد الخالق نو مسلم

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

شیعوں کا امام مہدی ظاہر نہ ہوا

ہمارے بھائی یہ اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے واضح ہے کہ شیعی دنیا ظہور مہدی کے لیے کس قدر بیقرار ہے اسکے لیئے دن اور وقت مقرر ہو رہے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ وہی نکلتا ہے جو آج تک یہود انتظار مسیح کے بارہ میں دیکھ رہے ہیں۔ اے کاش میری قوم جانتی کہ آنے والا آچکا۔ اور وہ جس کی راہ تک رہے ہیں ایک خیالی اور وہمی چیز ہے۔

مژدہ

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

ذکر احوال ظہور حضرت صاحب الامر (بسبیل احتمال)

بنا بر آیات قرآنی و اقوال ائمہ روحانی و علامات موجودۂ زمانی و بحسب حساب جمل و قواعد جفر ربانی ماخوذ از رسالہ "ظہور نور" تالیف لطیف واقف رموز و آثار ائمہ عمدۃ الاعیان جناب مولانا مولوی قاری سید افتخار حسین صاحب قبلہ زائد حفظکم اللہ عن الحوادث الحدثان۔ اعنی بروز شنبہ تاریخ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو ماہ حمل کی پہلی تاریخ تھی۔ یعنی روز نوروز واقع ہوا تھا۔ امام بحر و بر میں قیام ہوا۔ امسال ۱۳۳۹ھ دہم ماہ محرم کو جمعہ تھا اور میزان کی پہلی تاریخ تھی۔ روز نوروز دسویں ماہ رجب کو ہوگا۔ پس قیام امام کا حوالی یمن میں ہونا ضروری ہے۔ وہاں انصار حضرت کے نصرانی جمع ہوں گے اور دولت برطانیہ امید ہے کہ ان کے برخلاف نہ ہوگی۔ باعتبار اخبار معلومہ چونکہ یوم و تاریخ و ماہ و مقام و سال کل مخصوص بامام ہیں اسلیئے فرج دوم یا ظہور خاص اول تو حوالی یمن میں ہوگا پھر ظہور عام یا خروج بسال فلاں و مقام فلاں میں ہوگا۔ انشاء اللہ عجل فرجہم۔ عجب نہیں کہ اسی رجب میں یا آیندہ آسمان سے وہ صدائیں آئیں جنکا منشا یہ ہوگا کہ خلیفۃ اللہ مہدی ابن حسن ہیں۔ تم کس چیز میں جھگڑ رہے ہو۔ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ روز شنبہ"

الناقل۔ سید مرتضیٰ مولوی فاضل (فیل) محررہ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۰ء

ساکن موہنہ تحصیل بلب گڑھ متصل دہلی۔ (مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی)

ایک شیعہ سے دلچسپ خط وکتابت

اس اشتہار کی بناء پر مجبیّ فی اللہ مرزا کبیر لکھنوی و مولوی قاری سید افتخار حسین صاحب تحصیلدار موہنہ کے مابین دلچسپ خط وکتابت ہوئی۔

پہلا خط

جناب مرزا کبیر صاحب۔ سلام علیکم۔ جس ظہور کی خبر اعلان مطبوعہ میں دی گئی ہے میری رائے ناقص میں ابھی طبع ہونا ایسے رسالہ کا مفید نہیں ہے (۲) اقلاً ماہ رجب گذر جائے تو معلوم ہو جاویگا کہ شیوع ظہور خاص کا عوام میں ہوتا ہے یا نہیں اگر امر شائع ہوا تو پھر ضرورت کیا ہے کہ عقاید باطلہ کی تردید ہو اور اگر یہ ظہور خاص الخاص رہا تو البتہ ایسی ضرور لازم ہوگی میں نے ظہور خاص کا وقت بھی بتایا ہے اور مقام بھی یعنی موضع کرمہ حوالی یمن میں۔ اور تاریخ ۱۰ ماہ رجب ہیں اسی سال میں۔ دستخط قاری سید افتخار حسین صاحب تحصیل دار پنشن یافتہ از موہنہ۔

جواب اس خط کا

جناب سید افتخار حسین صاحب۔ وعلیکم السلام۔ توقیع خاص و فرودہ عوام سے ہر کبیر و صغیر کو مسرت ہوئی مگر آپ نے غائب کا مطلق اشتہار میں ذکر نہ فرمایا کہ اگر غائب غار والے ۱۰ رجب اسی سال میں ظہور کرینگے تو اس غائب کا مددگار حوالی قشمیر میں غائب ہے وہ حضرت کس ماہ میں ظہور فرماوینگے آیا دسمبر میں یا یکم جنوری میں۔ اس عاجز نے ایک نصرانی صاحب سے آپ کے نوٹس کا ذکر کیا اُس نے کہا کہ یمن میں میری دوکان ۱۲ سال تک رہی کی رہی اور عقیق فروخت کرتا رہا اور وہاں کا کوئی قریہ میری آنکھ سے غائب نہیں لاکن میں نے وہاں نہیں دیکھا کہ موضع کرمہ ہے۔ پھر کہنے لگا۔ نصاریٰ میگویند کہ از قرآن ثابت است وجمیع مسلمانان اعتقاد دارند کہ پیغمبر اسلام از دنیا رحلت فرمود لاکن عیسیٰ بن مریم کہ زندہ بالائے آسمان رفتہ وہنوز زندہ است پس اسلامیاں را لازم است کہ مردہ پرستی را

تبرک کردہ زندہ پرستی اختیار کنند یعنی ترک اسلام گفتہ ملت عیسوی را قبول نمایند۔
جناب سید قاری صاحب اندریں صورت مستلزم کہ آیا علمائے ما کثّر اللہ امثالہم متفقاً و قاطبۃً ہمچنیں اعتقاد دارند کہ عیسیٰ ابن مریم نہ مُردہ و زندہ بالائے آسمان رفتہ (۲) در تفسیر آیۃ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ۔ و قلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم از ارشادات ائمہ ما سلام اللہ علیہم چہ مستفاد میشود۔
مرزا کبیر الدین احمد قزل باش لکھنؤ۔

جواب الجواب

جواب از سید افتخار حسین صاحب شیعہ۔ موہنہ۔ ملبہ گڑھ۔ بنام مرزا کبیر لکھنوی۔
سلام علیکم۔ مرزا صاحب میرا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ زندہ ہیں البتہ جب رفع ہوا تو روح جسم سے قبض ہوئی جسم مردہ رہا پھر اُسی جسم میں روح ڈالی گئی یا روح کو جسد مثالی ملا۔ میرا یہ بھی اعتقاد ہے کہ ضرور مسیح موعود نصرت کے لیئے حجۃ اللہ کی موجود ہوں گے۔ دستخط قاری مولوی سید افتخار حسینؑ۔ ملبہ گڑھ۔ موہنہ۔ دہلی۔

تحفہ کبیر

ہمارے دوست مرزا کبیر الدین احمد۔ لکھنوی نے یہ پانچواں تحفہ ارسال فرمایا ہے جس میں بعض علماء کی ایسی تحریریں ہیں۔ جن سے وفات مسیحؑ کا اقرار ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اور کبیر بھائی کو دعائیں دیجیئے کہ خداوند جلّ و علا آپ کی ہمت میں اور بھی برکت
(۱) مسباق آیت کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت و بمصداق انی متوفیک و رافعک الیّ۔ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت جل جلالہ نے وفات دی۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ خلیل الرحمن عفی عنہ کچی باغ بنارس۔
(۲) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ و امہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام۔ مسیح بیٹا مریم کا رسول ہے اور اُس کے پہلے بھی رسول فوت ہو گئے ہیں۔ اُن کی ماں راستباز تھیں جیب وہ دونوں

زندہ تھے تو کھانا کھایا کرتے تھے - حافظ محمد موسیٰ سکرٹری انجمن خادم الاسلام کلکتہ - مچھوا بازار اسٹریٹ مسجد منیا کلکتہ -

(۳) ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - نہیں ہیں مسیح بیٹے مریم کے مگر ایک رسول کہ گذر گئے قبل اُن کے اور رسول یعنی فوت ہو گئے - ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل - نہیں ہے محمد صلعم مگر رسول گذر گئے قبل انکے اور رسول - عبد الحمید عفی اللہ عنہ مورخہ ۲۸ فروری - ڈلمئو ضلع رائے بریلی -

(۴) کفار و مشرکین مکہ حضرت صلعم کی نسبت کہتے تھے کہ اسلام کی دھوم اسی شخص تک ہے جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اُن کا جواب فرمایا - وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخالدون ۔ ترجمہ اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جاویں -

مخالفین حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نسبت بھی مثل کفار و مشرکین مکہ کہتے تھے سو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکی نسبت بھی یہی جواب ہے - اور نیز مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا بھی نص سے ثابت ہے عرضی خاکسار ذرہ بیمقدار محمد خلیل تاجر کتب لکھنؤ بازار گنیش گنج ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ء

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ (قیامت کے دن) ننگے پاؤں ننگے بدن غیر مختون جمع کیے جاؤ گے پھر آپ نے ایک آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے " جس طرح ہمنے پہلے پیدا کیا اُسی طرح ہم پھر دوبارہ پیدا کرینگے - ہمنے یہ وعدہ کر لیا ہے ضرور ہم ایسا کرینگے " اور سب سے پہلے جسکو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم ہیں - پھر کچھ لوگ میرے اصحاب سے داہنے اور بائیں پکڑے جائیں گے تو میں کہوں گا یہ لوگ میرے اصحاب ہیں تو آپ سے کہا جائے گا کہ یہ لوگ جب سے آپ نے رحلت فرمائی برابر مرتد رہے میں کہوں گا جیسا کہ اُس صالح بندہ عیسیٰ ابن مریم نے کہا (یعنی) اور جبتک میں اُن میں رہا اُن کا نگراں رہا پھر جب تو نے مجھے فرمائی موت تو تو ہی اُنکا نگہبان رہا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے - اگر تو انکو عذاب دے

وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُن کو بخش دے تو بیشک زبردست ہی حکمت والا۔
ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ حبیصہ نے کہا مذکورہ بالا لوگوں سے وہ مرتد لوگ مراد ہیں
جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتد ہوے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُنسے قتال کیا۔
محمد عبداللہ غازیفوری - ۳۰ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۳۵ھ

نظم مقام محمود

مثلث بر اشعار میرزا حبیب اللہ خان قاآنی شیرازی از مولوی غلام محمود ابو محمد محفوظ الحق علمی احمدی (مولوی فاضل)

تشبیب

بہم شدند - رسید نو بہارہا نسیم خلد میوزد مگر ز جوئبارہا
کہ بوئے مشک میدہد ہوائے مرغزارہا

ز حسن تند نشستہا کہ گشت نیست زشتہا فراز خاک و خشتہا - دمیدہ سبز کشتہا
چہ کشتہا بہشتہا نہ دہ نہ صد ہزارہا

بنوشہاست جمجمہ ز جوشہاست دمدمہ فگندہ اند ہمہمہ - کشیدہ اند زمزمہ
بشاخ سرو بن ہمہ چہ کبکہا چہ سارہا

نگارہا چو نقشہا ز عیشہا علوفہ ہا بہارہا بنفشہ ہا شقیقہا شگوفہ ہا
شمامہا خجستہ ہا اراکہا عرارہا

فگندہ نغمہ طوطیاں - کنند رقص بلبلاں فراز سرو بوستاں نشستہ اند قمریاں
چو مقربان نغز خواں بزمردیں منارہا

کشادہ آمد بستہا - ہمی کنند جستہا ز ہر کرانہ مستہا - پیالہ ہا بدستہا
ز مغز می پرستہا نشاندہ می خمارہا

انتظار آمد

شکستہ [illegible] چو مبتلای زلزلہ فگندہ اند غلغلہ دو صد ہزار یکدلہ
بشاخ گل پئے گلبند صبح انتظارہا

آمد

طبیب دل حبیب جاں۔ "بشیر" شاہ قادیاں چہ گویمت کہ دوش چوں ہناز دغمزہ رواں شد
بحجرہ آمد اندروں بطرز می گسارہا

مدح

امام ہادی زماں۔ "خلیفہ" صاحب قراں فنائے جان ناکساں شرار خرمن خساں
حیات روح مفلساں۔ نشاط دلفگارہا
امیر برا میرہا۔ پناہ مستجیرہا کشندۂ شریرہا۔ رہا کن اسیرہا
خزانۂ فقیرہا۔ نظام بخش کارہا
مقلل شرورہا۔ مشید سرورہا مکمل قصورہا۔ مسدد ثغورہا
مجتہد امورہا۔ منعم دیارہا
زمن بروسلامہا کہ اوست جان کامہا قوام احتشامہا۔ عماد احترامہا
مدار انتظامہا۔ عیار اعتبارہا
غلام بارگاہ او شدند خوش نصیبہا خطیبہا ادیبہا اریبہا لبیبہا
قریبہا غریبہا صغار ہا کبارہا
سفیرہا خفیرہا جدیرہا شہیرہا کبیرہا دبیرہا نجیبہا بصیرہا
وزیرہا امیرہا مشیرہا مشارہا
بہر ادائے مومناں بہر سخن بہر زباں بہر بلد بہ مکاں بہر زمین بہر زماں
کنید مدح او بجاں بطرز حق گزارہا

خطاب

چو داد کردگار تو بدست اختیار تو چناں ز اقتدار تو گرفت یار کار تو
کہ گشت روزگار تو امیر روزگارہا
بدیں خلیفہ گشتئی۔ بتخت حق نشستۂ درستم شکستۂ۔ رہ نفاق بستۂ
بآب عدل شستۂ ز چہرہ دیں غبارہا

رَغمُ العُدُوّ

شدست بانی فتن - جدا ز پاک انجمن الا گذشت آن زمن کہ بگسند در چمن
میان لالہ و سمن حمارہا فشارہا

عرض

شہ جہان قادیاں - منم حقیر بندگاں مرا بہ پرور آنچناں کہ ماند از تو جاوداں
ز شعر بندہ در جہاں خجستہ یادگارہا
ز علمی بلال تو - بود بتو سوال تو خجستہ باد حال تو ہزار قرن سال تو
بہر دل از جمال تو شگفتہ نوبہارہا

مباحثہ چنیوٹ کی نسبت ایک غیر جانبدار رائے

مکرم معظم جناب قاضی صاحب اکمل - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عرض خدمت یہ ہے کہ مباحثہ چنیوٹ ماہ نومبر ۱۹ء مابین مولوی غلام رسول صاحب راجیکے اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مسئلہ حیات و وفات مسیح ناصری اور صداقت مسیح موعود پر تھا جسپر ایک میرے معزز دوست نے مجھے مولوی غلام رسول صاحب کی فتح کا خط لکھا وہ فائدہ عام کیلئے حرف بحرف لکھتا ہوں کسی گوشہ رسالہ تشحیذ میں چھاپ دیں کہ کسی سعید روح کو فائدہ ہو جاوے - خط مذکور یہ ہے -

یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی اہل سنت آیا ہوا ہے اور احمدی پارٹی نے مولوی غلام رسول کو قادیان بلایا ہے جنکا آج مناظرہ صبح ۸ بجے سے شاہی مسجد چنیوٹ میں ہو رہا ہے اور آج حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور موت پر مباحثہ تھا اہل سنت نے زندگی اور مجسم اٹھائے جانیکا ثبوت دینا تھا اور احمدی مولوی صاحب نے موت - اور اگر آسمان پر ہیں تو روحانی حالت میں - صبح ۸ بجے سے اب گیارہ بجے تک شامل رہا ہوں ابھی مباحثہ ہو رہا ہے - مولوی غلام رسول صاحب کی تقریر سنکر میں بڑا خوش ہوا ہوں اور مولوی صاحب نے قرآن کریم اور حدیث سے حضرت عیسیٰؑ کی موت کو ثابت اور واضح کر دیا ہے مولوی ابراہیم صاحب کے پہلے ایک دو دن کے وعظ میں میرا خیال تھا کہ وہ بڑے لائق اور لسان اور ماہر قرآن و حدیث ہیں مگر آج بالمقابل مولوی غلام رسول صاحب کے جسقدر وہ گفتگو کر رہے تھے میرے خیال میں مولوی ابراہیم ایک آنہ اور مولوی غلام رسول ۱۵ آنہ تھے میں نے آج ہی

مولوی غلام رسول صاحب کو دیکھا ہے - میرا اعتقاد خواہ کچھ بھی ہو مگر حضرت عیسیٰؑ کی موت کو مولوی غلام رسول صاحب نے میرے ذہن نشین کر دیا ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں بڑی لیاقت سے قرآن اور حدیث سے اور صحابہ کرام کے اقوال سے خوب ثابت کیا ہے واہ واہ واہ اب بارہ بجے تک بحث ہوگی - والسلام - نور محمد بھیکیدار سید والا ضلع لائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

آریہ سماج کے بنیادی اصولوں کی تردید ویدوں سے

قدامت وید

آریہ سماج کے بہت سے بیدلیل دعاوی میں سے ایک دعویٰ قدامت وید یا بالفاظ دیگر "ازلیت وید" بھی ہے۔ اور یہ دعویٰ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جسپر سماج کے تمام دعاوی کی بنیاد ہے اگر معقول دلائل سے اس دعوے کا بطلان ثابت ہو جائے تو پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ اس کا کم و بیش دیگر سماجی دعاوی پر اثر نہ پڑے اسلیئے آج ہم کسی بیرونی شہادت سے نہیں بلکہ خاص "وید بھگوان" کی اندرونی شہادت سے ہی ثابت کر کے دکھلائیں گے کہ ویدوں کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ وہ "قدیم" اور "ازلی" ہیں محض ناواقفیت اور عدم تدبر کی وجہ سے ہے۔ سنیئے وید بھگوان کیا کہتا ہے۔

"कुर्वित् अंग नमसा ये कृपासः पुरा देवाः
अनवद्यासः आसन् ते वायवे मनवे
वाधिताय अवासयन् उषसं सूर्येण ॥"

رگوید منڈل ۷ شوکت ۹۱ منتر ۱

کروت انگ نمسایے ورِدھاسا پُرا دیوا ان ودیاسا آسن تے وایوے منوے بادھی تائے اواس ین اُش سم سُورئین ۱

ترجمہ۔ "پہلے زمانہ میں جو عالم فاضل اور بے گناہ (پاک) تھے۔ وے بہت جلدی عاجزی سے تعلیمی فائدہ کے لیئے اپنی اولاد کی حفاظت کے لیئے۔ طلوع آفتاب یا صبح صادق کو لکشیہ (مدنظر رکھ کر) اپنے یگیہ آدی (مذہبی فرائض) کو شروع کرتے تھے"

پہلے زمانہ میں، اپنے مذہبی فرائض کو شروع کرتے تھے"، یہ الفاظ "ازلیت وید" کے دعوے کو ایک سکینڈ کے لیئے بھی قائم نہیں رہنے دیتے. کیونکہ ازلی کی تعریف ہے کہ "جس کام کا شروع کوئی نہ ہو" مگر اس وید منتر سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کی تصنیف سے پہلے بھی بہت سے عالم فاضل اور پاک انسان اپنے مذہبی فرائض بجالایا کرتے تھے پس اگر وید ازلی ہیں تو اس منتر کو جعلی اور الحاقی کہنا پڑے گا اور پھر اسکے جعلی اور الحاقی ثابت ہوجانے پر چاروں وید پایۂ اعتبار سے گر جائیں گے اور اگر اسکا الحاقی ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو قدامت وید یا ازلیت وید کے دعوے سے ہاتھ دھولینا ہوگا۔

آریہ سماج جس راہ کو اپنے لیئے مفید سمجھے اُسے اختیار کرے. دو باتیں ہیں۔ یا تو آریہ ودوان اس منتر کو الحاقی اور جعلی کہیں یا ویدوں کی ازلیّت کا انکار کریں دونوں میں سے ایک بات ضرور تسلیم کرنی ہوگی۔

پس بغیر کسی بیرونی شہادت کی احتیاج کے وید کی اندرونی شہادت سے ہی "ازلیت وید" کا دعویٰ پاش پاش ہوگیا۔ (فہو المراد)

ویدک الہام

آریہ سماج جہاں ویدوں کو ازلی اور قدیم ٹھہراتی ہے وہاں ساتھ ہی انکو الہامی اور ایشور گیان بھی بتلاتی ہے اور جب اس دعوے کی دلیل پوچھی جائے تو چند ایک شرائط یا معیار پیش کر دیتی ہے سو آج ہم اُن معیاروں میں سے بطور نمونہ ایک معیار لیتے ہیں اگر اس ایک انتخاب شدہ معیار پر وید پورے اُتر آئے تو پھر دوسرے معیاروں کی طرف بھی توجہ کرینگے ورنہ بصورت دیگر اس ایک سے ہی باقی تمام کی حقیقت معلوم اور آشکار ہو جائے گی۔

ہاں سماج کہتی ہے کہ "الہامی کتاب کے لیئے یہ ضروری اور لابدی ہے کہ اُس میں کسی خاص شخص یا ویکتی کا نام اور ذکر نہ ہو۔ اور یہی نہیں بلکہ کسی خاص جگہ کا نام بھی نہ پایا جائے۔ پس اس لحاظ سے وید ہی الہامی ٹھہرتے ہیں نہ کہ اور کوئی کتاب"۔

قارئین کرام! آریہ سماجی کہتے ہیں کہ الہامی کتاب میں تاریخ نہیں ہونی چاہیئے یعنی اُس میں کسی خاص شخص یا خاص جگہ کا نام اور ذکر قطعًا نہ ہو۔ اور وید ہی اس شرط کو پورا کرتے ہیں اسلیئے الہامی ہیں۔ اول تو آریوں پر یہ فرض تھا کہ وہ اس معیار کو اور اسی قسم کے دیگر معیاروں کو ویدمنتروں سے ہی استنباط کرکے دکھلاتے اور پھر ان کی تائید میں وید سے ہی دلائل مہیا کرتے مگر چونکہ انھوں نے آجتک ایسا کرکے نہیں دکھلایا اسلیئے ہم پر بھی فرض نہ تھا کہ اس منگھڑت شرط کی تائید و تردید میں کچھ کہیں۔ مگر چونکہ ہمنے آج دوستوں پر یہ بدلائل واضح کرنا ہے کہ آریہ سماج کا ہر ایک وہ عقیدہ یا سدھانت جو اسلام کے خلاف ہے وہ خود بھی ویدوں کے ورِدْ وہ اور عین مند واقع ہوا ہے۔ اسلیئے اس شرط کو عقلی کسوٹی پر نہ پرکھتے ہوئے بھی چند منٹ کے لیئے صحیح سمجھکر از رہِ مسلمات خصم دیکھتے ہیں کہ آیا وید اس شرط کو پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ وہو ہذا۔

سو سب سے پہلے ہم بانیٔ آریہ سماج کی مشہور تصنیف ستیارتھ پرکاش کا ایک فقرہ نقل کرتے ہیں جس سے اس شرط پر ویدوں کا پورا اُترنا اظہر من الشمس ہو جائیگا۔

"اسلیئے جو کچھ وید وغیرہ شاستروں میں ویوستھا (قانون) اور اتہاس (تاریخ) لکھے ہیں اُسی کو تسلیم کرنا چاہیئے" الخ (ستیارتھ ہندی صفحہ ۲۳۰)

سوامی جی کھلے لفظوں میں تسلیم کرتے ہیں کہ وہی قوانین اور تاریخی واقعات تسلیم کرنے چاہئیں جو وید وغیرہ میں مرقوم ہیں۔ نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ وید میں تاریخ موجود ہے پس جب وید میں تاریخ ہے تو وید آریہ سماج کی انوکھی شرط کو پورا کرنے سے محض قاصر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وید الہامی نہیں۔ یہ تو تھی بانیٔ آریہ سماج کی گواہی اب خاص وید بھگوان کی گواہی پیش کی جاتی ہے تاکہ یہ امر کماحقہٗ روشنی میں آجائے۔ ملاحظہ ہو یجروید دیانندی بھاش جلد اول صفحہ ۱۷۔

मधुमन्यः नीरं ०यपिबत क्रुह डःाद्विरसो

पिया इत्यादि

اوبھیہ کشیرم ویپیت کرنگار انگر سودھیا ایتادی۔

"انگرا ودوان (عالم) سے کیا ہوا عالم کرم کے ساتھ جلوں سے دودھ کو کرنچا پکشی کی طرح تھوڑا تھوڑا کرکے پیوے۔ الخ"

اس وید منتر میں "انگرا" نامی عالم کا پتا مل گیا اور ساتھ ہی آریہ سماجی شرط کی ایک ٹانگ بھی ٹوٹ گئی اب لگتے ہاتھ "کسی خاص جگہ کا نام" بھی وید سے ہی بتلایا جاتا ہے ملاحظہ ہو یجروید دیانندی بھاش جلد دوم صہ ۹۰۶۔

यस्येमे हिमवन्तो महित्वा यस्य समुद्रꣳ रसयो इत्यादि

یسیہ ایمے ہم ونتو متھوا یسیہ سمدر گوم رسمو ایتادی

اے لوگو! جس سورج کے بڑے پن سے ہمالیہ وغیرہ پہاڑ آکرشت اور پرکاشت (منور) ہیں الخ"

ہندوستان کے مشہور ہمالیہ پہاڑ کا نام بھی وید میں موجود ہے پس سماجی شرط کی دوسری ٹانگ بھی ٹوٹ گئی۔ اور ثابت ہوگیا کہ وید الہامی اور ایشوری گیان نہیں ہیں کیونکہ آریہ سماج نے خود ہی الہامی کتاب کے پرکھنے اور جانچنے کے لیئے یہ شرط مقرر کی تھی کہ اس میں کسی خاص جگہ اور شخص کا نام نہ پایا جائے مگر چونکہ ہم نے خود ویدوں سے ہی خاص آدمی اور خاص جگہ کا نام بتلا دیا ہے اسلیئے اس امر کا باور کرلینا ضروری ہوگیا کہ ویدوں کا غیر الہامی ہونا خود ویدوں کی اندرونی اشہاد سے ہی ثابت ہے (یہی مراد تھی)

پس جب سماج کی پیشکردہ شرائط میں سے مکھیہ اور سب سے زیادہ اہم شرط کو وید پوری نہ کرسکے تو بقایا کیسے پوری کرسکتے ہیں اسلیئے محقق مزاج حضرات ایک سے ہی باقی کا اندازہ کرلیں۔

وید جعل سے پاک ہے

مسلمانوں کی دیکھا دیکھی آریہ سماج نے بھی ویدوں کے متعلق یہ دعویٰ کرنا شروع کردیا کہ وید

جب سے اس دنیا میں نازل یا پرکاش ہوے تب سے انمیں ایک لفظ یا حرف تو کیا ایک زبر یا زیر کی بھی ملونی نہیں ہونے پائی۔ جیسا کہ پروفیسر رام دیو صاحب مشہور آریہ سماجی نے اپنی کتاب "بھارت ورش کا اتہاس" صہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ

"وید جیسے سرشٹی کی آدی (ابتداء دنیا) میں تھے۔ ویسے ہی اب بھی ہیں۔ ان میں ایک ماترا (زیر و زبر وغیرہ) کا بھی بھید (فرق) نہیں ہوا ہے"

پس آؤ دوستو! لگتے ہاتھ اس دعوے کی بھی جانچ پڑتال کر ہی لیں۔ اس پڑتال یا بالفاظ دیگر تحقیق و تفحص میں ہمیں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں بنظر اختصار اسجگہ صرف ایک منتر کا ہی اگر جعل دکھلایا جائے تو ہمارا دعویٰ ثابت اور آریہ سماج کا بناوٹی اور فرضی دعویٰ باطل ہو جائے گا۔ اسکے لیئے ہم ناظرین کی خدمت میں عرض کرینگے کہ وہ بطور مثال یجروید مطبوعہ بمبئی مطبع شری وینکٹیشور کا پچیسواں ادھیائے ملاحظہ فرمائیں اُس میں کُل منتروں کی تعداد سینتالیس ملے گی۔ مگر جب وہ بانیٔ آریہ سماج کی تفسیر۔ یجروید کا پچیسواں ادھیائے دیکھیں گے تو انھیں اس ادھیائے میں اٹھتالیس منتر نظر آئیں گے۔

ناظرین حیران ہونگے کہ یہ کیا بات ہے سو اس کا جواب ایک ہی ہے کہ جعل۔ پس یہ ایک جعل ہے جو خدا کے فضل و کرم سے چند ہی روز ہوے ہم نے ویدوں کے مختلف نسخوں کا مقابلہ کرتے ہوے پکڑا۔ اور اس جعل کا کئی ایک سماجی ودوانوں سے تذکرہ کیا مگر اُن میں سے ایک بھی اسکا تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ سو جعلی منتر یا بناوٹی عبارت جو سوامی دیانند جی نے ملائی ہے۔ ذیل میں بعینہ و بجنسہ لکھے دیتے ہیں تاکہ ہمارا دعویٰ ہر طرح سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے۔

स नो बोधि श्रुधी हवमुरूढ याणो
अघायतः समस्मात् ॥

سانو بودھی شردھی ہتو مُر شیانو ادھائتا سمسمات ؛

پس یہ ایک ایسا بیّن جعل ہے جسپر آریہ سماجی کسی طرح بھی پردہ نہیں ڈال سکتے اللہ تعالیٰ

کے فضل وکرم سے ہم نے اسکے اور بھی کئی ایک جعل پکڑے ہیں مگر وہ سب کے سب اسجگہ نقل کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ یہ موقعہ تفصیل سے بحث کرنیکا نہیں بلکہ اسجگہ اور اسوقت صرف آریہ سماج کے موٹے موٹے عام دعاوی کا نمبروار اجمالاً ویدوں سے ہی توڑ کر دکھلانا مقصود ہے۔ ہاں ہمارا ارادہ ہے کہ ان تمام مسائل پر جنکا ذکر اسوقت اختصار سے کر رہے ہیں بشرط فرصت ویدوں کی ہی روشنی میں شرح وبسط کے ساتھ بحث کرینگے اور انشاء اللہ بتلادیں گے کہ آریہ سماج کے بنیادی اصول ویدوں کے خلاف واقع ہوے ہیں

ویدتین ہیں یا چار

آریہ سماج کا دعوی ہے کہ وید چار ہیں اور صرف یہی چار الہامی ہیں۔ مگر ہمارا دعوی ہے کہ وید چار نہیں، بلکہ تین ہیں۔

اگر کسی آریہ سماجی وِدوان کو اس وِشے (مبحث) پر بحث یا شاستارتھ کرنیکا شوق ہو تو وہ اس رسالہ تشحیذ الاذہان کے صفحات میں تحریری بحث کرسکتا ہے اُسکو اپنا دعوی کہ (وید چار ہیں) ثابت کرنیکے لیئے ضروری ہوگا کہ تین ویدوں (رگ۔ یجر۔ سام) سے چوتھے اتھروُ نامی کا نام دکھلائے۔

مگر ہم خدا کے فضل سے بڑے زور کے ساتھ باواز بلند للکار کر کہتے ہیں کہ ہمارے اس دعوے کی تردید و تغلیط پر قادر ہونا ایسا ہی محال ہے جیسے ریت سے تیل کا نکلنا یا پتھر سے آبِ حیات کا پیدا ہونا۔ ہاں اگر کسی آریہ سماجی نے اس مسئلہ پر بحث کیلیئے آمادگی ظاہر کی تو ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ آریہ سماج کا یہ دعوی اپنے اندر کسقدر صداقت و حقیقت لیئے ہوے ہے +

قدامتِ مادّہ

آریہ سماج کے دعاوی میں سے "قدامت مادّہ" بھی ایک مدار المہام دعوی ہے۔ سو آج بفضل ایزدی اس بیہودہ اور روحانیت سے خالی دعوے کی تردید بھی، عقلی دلائل

سے نہیں بلکہ خاص آریہ سماج کے مسلّم وید سے ہی ثابت کر کے دکھلاتے ہیں۔ اُمید ہے کہ آریہ سماج کے روشن ضمیر ممبر ہماری پیش کردہ وید کی اندرونی گواہی کو بے تعصب ہو کر ملاحظہ فرمائیں گے۔ وید بھگوان فرماتا ہے۔

देवानाम पूर्व्ये युगे असत सदजायत
देवानाम युग प्रथमे असतः सदजायत

دیوانام پُوروئے یُگے استاست اجائیت۔ دیوانام یُگے پرتھمے استاست اجائیت۔

ترجمہ دیوتاؤں کے پہلے یُگ میں نیستی سے ہستی پیدا ہوئی + دیوتاؤں سے پیشتر زمانہ میں نیستی سے ہستی پیدا ہوئی۔ رگوید منڈل نمبر ۱۰۔

کہاں ہیں وہ آریہ سماجی جو جھوٹی منطق اور غلط فلسفہ کی آڑ لیکر اسلامی عقیدہ پر نکتہ چینی کیا کرتے تھے !! اور کہاں ہیں وہ آریہ سماج کے ممبر جو سٹیج پر اُچھل اُچھل اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کہا کرتے تھے کہ نیستی سے ہستی کا موجود ہو جانا جس مذہب کا سدھانت ہو وہ مذہب کبھی بھی عقلی مذہب اور سائنٹیفک مت کہلانے کا مستحق نہیں !!! ہاں ہاں کہاں ہیں وہ دیانندی حضرات جو تحریر و تقریر کے ذریعہ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ ویدوں کا عقیدہ یہی ہے کہ تین چیزیں۔ خدا۔ روح۔ مادہ۔ ازلی ہیں۔ وہ سامنے آئیں اور ان وید منتروں کو دیکھیں !!! کس قدر صاف اور واضح الفاظ میں نیستی سے ہستی کا ہونا تسلیم کیا ہے۔ اور کوئی نہیں جو ہمارے ان ارتھوں (معانی) کو باطل ثابت کر کے دکھلائے۔ پس آریہ سماج کا یہ مسئلہ بھی وید کی اندرونی گواہی سے پادر ہوا ہو گیا +

دوستو ! اگر اب بھی کوئی آریہ سماجی آپ کو "قدامت مادہ" کی لغو بحث میں اُلجھانے کی ناکام کوشش کرے تو آپ ضرور اتنا ہی کریں کہ اُسے یہ وید منتر پڑھ کر سنا دیں انشاء اللہ ان وید منتروں کے ہوتے ہوئے اس بحث میں آپ سے کوئی بھی آریہ عہدہ برآ نہ ہو سکے گا +

تنائج

آریہ سماج جس مسئلہ یا سدھانت پر زیادہ سے زیادہ اترا سکتی ہے وہ یہی مسئلہ تناسخ ہے قدامت مادہ کو باطل ثابت کر دینے کے بعد تناسخ کی تردید میں کسی قسم کی دلیل دینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ دونوں مسائل بطور لازم ملزوم ہیں۔ ایک کے باطل ہو جانے سے دوسرے کا بھی ابطال خود بخود لازم آجاتا ہے۔ مگر ناظرین کے تفنن طبع کیلئے اسپر بھی لکھنا ضروری ہے۔ اسلئے آریہ سماج کے اس مایۂ ناز و افتخار سدھانت کو بھی عقلی محک پر نہ پرکھتے ہوئے خاص ویدکی ہی ویدک کسوٹی پر رگڑ کر جھوٹا ثابت کر کے دکھلاتے ہیں۔ سُنیئے وید بھگوان کا ارشاد۔

अहमेव स्वयमिदं वदामि
जुष्टंदेवानामुत मानुषाणाम
यंकामये तन्तमुग्रं कृणोमि
तं ब्रह्माणं तमृषिं तंसुमेधाम्

اہم ایو سویم اِدم ودامی جُشٹم دیوانام + اُت مانُوشانام۔
یم کامیسے تنتم اُگرم کرنومی - تم برہمانم - تم رِشم تم سُومیدھام؛
ترجمہ میں خود ہی (خدا) یہ کہتا ہوں جو دیوتاؤں اور انسانوں کا پیارا ہوں کہ (میں) جسکے لیئے چاہتا ہوں اُسکو بڑا بناتا ہوں۔ جسکو چاہتا ہوں اُسے برہما بناتا ہوں جسکو چاہتا ہوں رشی بناتا ہوں اور جس کے لیئے چاہتا ہوں اُسے عقلمند بناتا ہوں" انتہٰی۔

پس اس وید منتر کے ہوتے ہوئے کوئی نہیں جو تناسخ کو ویدک مسائل میں سے بتلائے کیونکہ تناسخ قائم ہے پُورو جنم یا گزشتہ جنم کے اعمال و افعال کی جزا و سزا پر۔ مگر یہ وید منتر بتلاتا ہے کہ انسانوں کا بڑا بننا۔ یا رشی منی۔ برہما اور عقلمند وغیرہ بننا کسی پہلے جنم کے اعمال کے نتیجہ میں نہیں بلکہ یہ تفریق مراتب اللہ تعالیٰ کی خواہش اور ارادہ کی بنا پر ہیں۔ پس جب یہ مان لیا جائے کہ خدا جسے چاہتا ہے بڑا بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے

اسلام اور گرنتھ صاحب } گورو نانک صاحب کا اسلام صرف گرنتھ صاحب سے سردار عبدالرحمن صاحب بی اے قادیان نے ثابت کیا ہے یہ ۶۴ صفحہ کا رسالہ تبلیغ کے لیئے نہایت مفید ہے اسمیں صرف گرنتھ صاحب کے اشلوکوں سے بنایا گیا ہے کہ گورو نانک صاحب پانچ نمازیں اور تیس روزوں کا حکم فرماتے اور خود بھی اسپر عمل کرتے۔ علاوہ ازیں تمام معتقدات اسلام کے قائل تھے اس رسالہ میں یہ خوبی ہے کہ سکھ صاحبان جو کچھ جواب دیتے ہیں اسکی کمزوری بھی ظاہر کیگئی ہے۔ اخیر پر ایک انعامی اشتہار مبلغ دو ہزار روپیہ کا ہے قیمت ۴ سردار عبدالرحمن بی۔ اے۔ قادیان سے طلب ہو۔

باوا نانک کا مذہب } یہ ۱۶۸ صفحہ کا رسالہ سنہ ۱۹۱۰ء میں طبع ہوا ہے مصنفہ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ کاغذ۔ چھپوائی۔ لکھوائی سب قابل تعریف و دیدہ زیب ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس رسالہ میں باوا نانک صاحب کے مسلمان ہونیکا مکمل ثبوت ہے سب حوالے جمع ہیں ایک خاص ترتیب اور مؤثر پیرایۂ بیان کے ساتھ ایک ایک کرکے گنائے ہیں اور پھر سکھوں کی مسلمہ کتب سے انکی تردید دکھائی ہے اسی طرح اسلامی عقاید گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں سے بتائے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ انکے پابند تھے پھر دیگر شواہد مثلاً چلہ کشی۔ چولہ صاحب وغیرہ پیش کرتے ہوئے باوا صاحب کے اقوال ماخذ قرار مجید کئی مثالوں سے واضح کیا ہے اور اخیر میں تاریخی شواہد سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے جسمیں ابھی اور اضافہ ہو سکتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام مذہبی گروہوں میں اس تصنیف کی قدر کی جائے گی۔ احمدی جماعت کا تو خصوصیت سے فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے کام کو فروغ دیں۔ قیمت بغیر جلد ۴ مجلد ۶ ۔ ملنے کا پتا۔ (نور قادیان)

معاونین تشحیذ } تشحیذ کا فنڈ سخت کمزور ہو رہا ہے اور باوجود عملہ اور اخراجات متعلقہ میں انتہائی تخفیف کے آمد خرچ سے کم ہے احباب اس کے خریدار بڑھانے میں پوری توجہ دیں اور قرض اُتارنے کی طرف دھیان دیں جس کا اپیل بارہا کیا جا چکا ہے۔ **مینجر**

لال شربت

لال شربت

لال شربت

یہ بچوں اور پرسوتی کے لیئے نہایت طاقت بخش دوا ہے قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ۶ر دیکھیئے محترمہ
ش۔م صاحبہ بنت مجاہد حسین صاحب ضلعدار نہر اخبار تہذیب نسوان مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۱۳ء میں کیا لکھتی ہیں
پیاری بہن عباسی بیگم صاحبہ تسلیم۔ کل کے پرچہ اخبار تہذیب سے آپکا استفسار معلوم ہوا۔ گو اشتہاری
دنیا میں قدم رکھنے اور اشتہاری ادویات کے استعمال کرنے سے میں بھی سخت متنفر تھی اور میں ہمیشہ سے
انکو نقصان مال اور صحت کا زوال برعکس نہند نام زنگی کافور خیال کرتی تھی مگر اس لال شربت نے واقعی لال
رنگ کرکے لال ولال کردیا میں آپ بیتی سناتی ہوں جو تازہ اور حال کا مشاہدہ ہے برخورداری نجم النساء
بیگم جسکی عمر اب پونے دو سال کی ہے عرصہ تین ماہ سے نصیب اعداء ایسی لاغر ہوگئی کہ کوئی اسکے دشمنوں کو
اثر خلش اوپر والیوں کا سایہ اور کوئی سوکھا بیر بتانے لگیں پرانے خیالات کی بزرگواروں نے تعویذ گنڈہ
حاضرات میں کوئی دقیقہ اٹھا نرکھا بعض ضعیف الاعتقاد بہنیں اس معصوم بچی کے سایہ سے حذر کرنے
لگیں۔ میں چونکہ بھوت پریت کی قائل گنڈے تعویذ کی معتقد نہ کبھی ہوئی اور نہ ہوں آخر کار ڈاکٹر ایس کے
برمن صاحب کا لال شربت مایوسی میں استعمال کرایا جسکے فوری اثر نے دن بدن برقی اثر کا نمایاں کرشمہ دکھایا
بافضال الٰہی اب عزیزہ اپنی پوری طاقت اور اصلی حالت پر تین ہفتہ ہی کے استعمال سے پہنچگئی گویا ڈاکٹر ایس
کے برمن صاحب کا شربت بھوت پریت سایہ پرچھاواں کے دور کرنے کیلئے مجرب تعویذ اور سوکھی بیر کیلئے
سریع التاثیر نسخہ ہے میں نے قصد مصمم کرلیا ہے کہ متواتر بارہ سال تک بلاناغہ شربت استعمال کراؤنگی اسلیئے
مکرم بہن کے پریشانیوں کے دور کرنے کیلئے ترغیب دیتی ہوں کہ وہ بھی برخورداری عطیہ بانو بیگم کو کم از کم دو شیشیاں
ضرور پلائیں اور قدرت الٰہی مشاہدہ کرائیں اور نتیجہ سے اطلاع بخشیں۔ راقمہ ش۔م بنت مجاہد حسین ضلعدار نہر

وقت پر صلاح جو دوست ہوتے ہیں وہ خطرہ سے بچنے کیلئے وقت سے پہلے نیک صلاح دیتے ہیں

ہیضہ کی مجرب دوا۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ صلاح ہے کہ موسم گرما آگیا ہے اس موسم میں کھاتے
پیتے رہنے کی باعث ہیضہ ہونیکا خوف رہتا ہے اس سے بچنے کیلئے پہلے ہی ایک شیشی اصلی عرق کافور منگوا کر اپنے گھر
میں رکھیں جس سے اپنے یا اپنے پڑوسیوں کی وقت پر حفاظت کرسکیں یہ اصلی عرق کافور عرصہ چھتیس سال سے تمام
ہندوستان میں جاری ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کے درد متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت فی شیشی ۶ر
محصولڈاک ایک سے (ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ) دو شیشی تک ۶ر